823

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور، پبلک پراسیکیوشن اور بہبودِ آبادی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

"اشیاءِ ضروریہ کی قیمتوں کی ہوشربا گرانی پر جاری عام بحث اور اس کا اختتام"

825

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،14۔جنوری2011

(یوم الجمع،9۔صفر المظفر1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر 20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝١ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝٢
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٣

سُوْرَۃُ الحُجرَات1 تا 3

مومنو!(کسی بات کے جواب میں)اللہ اوراس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرواور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے(1)اے اہل ایمان!اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرواور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو(اس طرح)ان کے روبروزور سے نہ بولا کرو(ایسا نہ ہو)کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو(2)بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں۔ان کے لئے بخشش اوراجر عظیم ہے(3)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمھارا کرم ہے آقا ﷺ کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
بشیر کہئے نذیر کہئے انھیں سراجً منیر کہئے
جو سربسر ہے کلام ربیّ وہ میرے آقا ﷺ کی زندگی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمھاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے
عطا کیا مجھ کو دردِ اُلفت کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے تو بات کر لینے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر کر رہا ہوں جو وقفہ سوالات کے بارے میں ہی ہے۔ میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن آپ کا عملہ کہتا ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ نہیں دے رہا اس لئے میں وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ مہربانی کر کے مجھے کاپی منگوا دیں۔ اگر کاپی مل جائے گی تو میں اُس پر کوئی سوال کر سکوں گا لیکن اُس کو اتنا secret رکھنا ہے کہ کاپی نہیں دینی اور صرف یہ لکھ دینا کہ جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب سوال نمبر بتائیں گے کہ انہیں کس سوال کی تفصیل چاہئے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 4380 ہے جس کی کاپی اسمبلی کے عملے کے پاس نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی کاپی لغاری صاحب کو بھیج دیتا ہوں یہ اسے دیکھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی کے عملے کو بھی کاپی دے دینی چاہئے تاکہ ہم تک آ سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): عملے کو بھی دے دیتے ہیں لیکن پہلے اس کو دیکھ لیں۔

سوالات

(محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور، پبلک پراسیکیوشن اور بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور، پبلک پراسیکیوشن اور بہبود آبادی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر522۔

جناب سپیکر: کیااس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جواب کا جز(ب)ذرا تفصیل سے پڑھ دیا جائے کیونکہ اس میں سروس ایکٹ2006کی شق نمبر(4)8لکھاہواہے اس کی تفصیل بتادی جائے۔

محکمہ پبلک پراسیکیوشن میں2005تا2008بھرتی کی صورتحال

*522:**چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیاوزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2005سے31۔مئی2008تک کتنے افسران و عملہ کی بھرتی کی گئی ہے ہر ضلع میں کتنے آفیسرز اور عملہ کی تعداد مقرر ہے ہر ضلع کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ آفیسرز کی بھرتی کنٹریکٹ پر کی جاتی رہی ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ آفیسرز اور عملہ کی بھرتی منسوخ بھی کی گئی ہے اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) محکمہ پراسیکیوشن میں ضلع لاہوراور گجرات سے کتنے آفیسرز اور عملہ کی بھرتی کی گئی ہے،ان کے نام،پتاجات،قومیت واہلیت کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ پبلک پراسیکیوشن نومبر2005میں بنا۔اس وقت سے لے کر31۔مئی2008تک جتنے افسران و عملہ کی بھرتی کی گئی ہے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس طرح ہر ضلع میں تعینات افسران و عملہ کی تعداد و تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔اگرچہ محکمہ پراسیکیوشن میں اکثر بھرتی کنٹریکٹ بنیادوں پر کی گئی ہے لیکن پنجاب کریمینل پراسیکیوشن سروس ایکٹ2006کی شق نمبر(4)8کے تحت کچھ افسران کو حکومت پنجاب کے دوسرے محکموں سے مستقل بنیادوں پر اس محکمہ میںinductکیا گیاہے کیونکہ ان کی تقرری ان کے سابقا محکموں میں مستقل تھی۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک پراسیکیوشن نے انتظامی وجوہات کی بنا پر 31۔ مئی 2008تک کچھ افسران اور عملہ کی بھرتی منسوخ کی۔افسران کی بھرتی کی منسوخی کی تفصیل ضمیمہ (ج)اور عملہ کی بھرتی کی منسوخی کی تفصیل ضمیمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں 25۔جولائی 2008کو محکمہ نے انٹرویو میں ناکامی کی بناء پر تقریباً488افسران کی بھرتی کو منسوخ کیا لیکن لاہور ہائیکورٹ نے محکمہ کے اس آرڈر پر تاحال عملدرآمد روک دیا ہے۔

(د) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے ضلع لاہور میں تعینات افسران کی کل تعداد 133 اور عملہ کی تعداد 237 ہے جبکہ ضلع گجرات میں تعینات افسران کی تعداد30اور عملہ کی تعداد39 ہے۔ ضلع لاہور میں تعینات افسران و عملہ کی تفصیل ضمیمہ (س) پر اور ضلع گجرات میں تعینات افسران و عملہ کی تفصیل ضمیمہ (ش)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں پنجاب کریمینل پراسیکیوشن سروس ایکٹ2006کی شق نمبر(4)8کے تحت حکومت دوسرے محکموں سے افسران کواس محکمہ میں induct کر سکتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ شق نمبر(4)8کے تحتinduction کی اجازت کس محکمہ سے ہے کیونکہ صرف محکمہ قانون سے پراسیکیوشن میں induction کی اجازت دی گئی تھی لیکن شق نمبر(4)8کے تحت کس کی اجازت ہےkindly اسے explain کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ ایکlegal معاملہ ہے کہ اس شق کے تحت جس جس محکمے سے permission ہو گی اُسی سے ہی لوگ induct کئے جائیں گے، باہر سے induct نہیں کئے جا سکتے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جز (ب)کے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مختلف محکموں سےinduction کی گئی ہے جبکہ اس شق کے تحت صرف محکمہ قانون سےinduction ہو سکتی ہے۔بتایا جائے کہ باقی محکموں سےinduction کس قانون کے تحت کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پوری وضاحت سے کہہ رہا ہوں کہ کوئی بھی تقرری یا induction غیر قانونی طور پر نہیں کی گئی بلکہ جن محکموں سے اجازت ہے اس کے مطابق ہی کی گئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف محکمہ قانون سے اجازت ہے لیکن اس میں مختلف محکموں کا ذکر کیا گیا ہے کہ مختلف محکموں سے induction کی گئی ہے کیا یہ غلطی جواب میں ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ اُن کی بات بھی سمجھیں اور اپنی بات بھی اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ جن کی انہیں ضرورت ہے ان کی ہی induction کرتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ چودھری صاحب کا سوال ہے اس کا جواب آنے دیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس شق کے تحت صرف اور صرف محکمہ قانون کے افسران جو District Attorneys اور Assistant Attorneys تھے اُن کو one time choice دیا گیا تھا کہ اگر آپ پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ میں آنا چاہتے ہیں تو آپ کی induction ہو سکتی ہے لیکن اس قانون کے تحت باقی کسی کو induct کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ افسران کی direct پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہونا تھی جبکہ جز (ب) کے جواب کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کی گئی ہے۔" اسی طرح اگلے فقرے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "اکثر بھرتی کنٹریکٹ پر کی گئی ہے۔" یہ contradiction ایک ہی جواب میں کیسے ہے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ contradiction ان کے سوال میں ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ افسران کی بھرتی کنٹریکٹ پر کی جاتی رہی ہے"؟ اب اس میں ایک پیریڈ وہ ہے جس میں کی جاتی رہی ہے اور ایک پیریڈ وہ ہے جس میں نہیں کی جاتی رہی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جب یہ محکمہ 2006 میں معرضِ وجود میں آیا تو اس میں maximum 90 to

95 percent بھرتی کنٹریکٹ پر کی گئی اور بھرتی ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی approval دے دی۔ اب صوبے کا Chief Executive کسی بھی rule کو relax کر کے approval دے سکتا ہے۔اس کے بعد یہ معاملہ Courts میں گیا،ہائیکورٹ نے اس چیز کو تسلیم نہ کیا اور کہا کہ یہ غلط ہوا ہے پھر ہائیکورٹ نے ہائیکورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں کمیٹی بنائی جس نے ان تمام لوگوں کا انٹرویو کیا۔انٹرویو کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ کچھ لوگوں کو رکھ لیں کیونکہ یہ اس قابل ہیں کہ ان کی capacity/competency ہے اور کہا کہ تقریباً488 کے قریب لوگوں کو نکال دیں لیکن اس کے باوجود ان کو نہ نکالا گیا۔اس کے بعد جب present Government آئی تو ہم نے 488 لوگوں کو نکال دیا تو وہ لوگ پھر دوبارہ ہائیکورٹ میں چلے گئے جہاں سے انہوں نے stay لے لیا۔ پھر یہ معاملہ وہاں پر چھ،آٹھ مہینے چلتا رہا۔اس کے بعد ہائیکورٹ نے فیصلہ حکومت کے حق میں کر دیا اور وہ لوگ سپریم کورٹ میں چلے گئے اور پھر سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ آپ ان کی جگہ کنٹریکٹ پر لوگ صرف اس وقت تک رکھ سکتے ہیں کہ جب تک آپ پبلک سروس کمیشن کے طریق کار کے مطابق نہ لے لیں اور پبلک سروس کمیشن سے ہمیں 800 کے قریب requirement یکدم کیا ایک سال میں بھی نہیں ہو سکتی یعنی پبلک سروس کمیشن کے طریق کار کے مطابق اسامیاں دو تین سال میں مکمل fill ہوں گی۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ آپ ایڈہاک arrangement کے طور پر اس وقت تک جب تک کہ پبلک سروس کمیشن سے سارے لوگ نہ آ جائیں تو اس وقت تک آپ ان لوگوں کو retain کر لیں یا رکھ لیں۔ محکمہ میں مستقل ریگولر بھرتی اسی صورت ہو گی جب پنجاب پبلک سروس کمیشن سے وہ clear ہو کر آئیں گے۔اس صورتحال میں تھوڑا سا confusion ہے لیکن اگر آپ تفصیل میں دیکھیں تو ساری بات واضح ہو جاتی ہے اور یہ تفصیل میں نے چودھری جاوید صاحب کے لئے عرض کی ہے کہ شاید اس میں انہیں تھوڑی سی confusion ہو رہی تھی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اس بارے میں مزید بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ یہ law ہمارے ہی ہاتھوں سے پچھلی اسمبلی میں نکلا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ Act of Parliament کی supremacy ہوتی ہے جس میں عدالت مداخلت کر سکتی ہے نہ کوئی اور ادارہ اپنے طور پر مداخلت کر سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن عدالت تشریح تو کر سکتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تشریح کرنا اور بات ہے اور اسے overrule کرنا اور بات ہے لیکن وہ اسے overrule نہیں کر سکتی، یہی وجہ ہے کہ سپریم کورٹ نے upheld کیا ہے کہ Act of Parliament میں جو شق رکھی گئی ہے کہ through پبلک سروس کمیشن ہو گا تو پھر اسی طرح سے ہو گا۔ یہ 2006 سے لاگو ہے اس کے باوجود اگر آج پانچ سال بعد بھی کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں یا اب تک وہی چل رہے ہیں تو یہ نالائقی اور نااہلی ہمارے پبلک سروس کمیشن کی ہے یا ہماری اس legislation میں ہے یا اس procedure میں ہے کہ پانچ سالوں میں بھی ہم وہ نہیں لے سکے جو کہ وہاں سے آنے چاہئیں تھے۔ اس سے اگلے جز (د) میں تفصیل پوچھی تھی کہ "ضلع لاہور اور گجرات میں کل افسران کی تعداد کتنی ہے"؟ ان کی تعیناتی کی تفصیل کے ساتھ ساتھ ان کی قومیت کا بھی میں نے پوچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: قومیت تو سب کی پاکستانی ہو گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بحیثیت قوم ہم سب پاکستانی ہیں لیکن ہماری ذات پات کو بھی قوم ہی کہا جاتا ہے اور اس میں ایک بڑے اہم عنصر کی وجہ سے یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ خاص clan سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس وقت اس محکمہ میں بھرتی کیا گیا تھا تو میں نے اس حوالہ سے یہ point out کیا تھا کہ ایسی discrimination ہمارے معاشرے یا صوبے میں نہیں ہونی چاہئے۔ یہ موجودہ حکومت کے آنے سے پہلے کا شاید واقعہ ہے اور اسی لئے میں نے اسی عرصے کی تفصیل پوچھی ہے مگر جواب نامکمل ہے کیونکہ اس میں ان کے addresses تو دے دیئے گئے ہیں مگر میرے سوال کے اس حصے کو touch نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کس حصے کو touch نہیں کیا گیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس قومیت کی محترم جاوید احمد صاحب بات کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ قومیت nationally or internationally تو ہم اپنی پاکستانی ہی بتاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہی لکھ دیتے لیکن انہوں نے تو کوئی جواب ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے بعد پھر انہوں نے اور بات بھی کرنی ہے کہ ان کی "گوت" بتائیں کہ وہ وڑائچ تھے یا کوئی اور تھے؟ یہ جتنی تفصیل چاہتے ہیں میں انہیں خود فراہم کر دوں گا اور اس میں سے اگر کوئی اور بات نکلتی ہوئی تو پھر بے شک یہ اسے through any motion ایوان میں لے آئیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! باہر کے علاقوں سے لوگوں کو لا کر لاہور میں بھرتی کر دینا یا ایک خاص طبقے کو مستفید کرنا جبکہ ایک عام غریب آدمی جو کہ باصلاحیت بھی ہو تو اس کا حق مار لینے کی طرف توجہ مبذول کروانے کے لئے میں نے یہ سوال اٹھایا تھا اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ ہماری یہ حکومت اس چیز کا سدباب بھی کرے گی اور انشاء اللہ اسے ملحوظ خاطر بھی رکھے گی۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چودھری جاوید صاحب ہمارے بڑے پڑھے لکھے اور learned ممبر ہیں لیکن یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک لفظ ہی بول دیں کہ ملحوظ رکھا جائے گا بس اور خاطر لفظ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Constitution اس قسم کی bar نہیں لگاتا کہ اگر ایک پاکستانی لاہور، راولپنڈی یا گجرات میں رہ رہا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہے رہائش اختیار کرے اور جہاں چاہے ملازمت اختیار کرے تو یہ constitutional right ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ حق صرف گجرات اور لاہور کے لوگوں کا ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے ضلع پاکپتن اور راجن پور کے لوگوں کا بھی ہے بہر حال آپ کی correction کا شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ پر کوئی ایسی پابندی ہے اور نہ ہی لگنے دیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ "کنٹریکٹ ملازمین یہاں پر ہیں" تو اگر دوسرے محکموں سے ملازمین لئے گئے ہیں تو ان محکموں کا کام کیسے چلتا ہو گا؟ لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ دوسرے محکموں سے لئے گئے ملازمین کے بعد ان کا متبادل کیا انتظام کیا گیا ہے کیونکہ پہلے انہیں confirm کیا جاتا یا پھر دوسرے محکموں سے انہیں لیا جاتا؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب کسی بھی دوسرے محکمے سے کسی اور محکمے میں کسی ملازم کو لیا جاتا ہے تو اس محکمے سے این او سی جاری ہوتا ہے تو پھر ہی اسے induct کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2663 ہے۔

محکمہ سولیسٹر لاہور میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2663: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دفتر سولیسٹر پنجاب لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بروئے نوٹیفکیشن حکومت پنجاب نمبر SOR-III-I-35/93 مورخہ 17-04-2002 سولیسٹر ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں خواتین کے لئے پانچ فیصد کوٹا کی تفصیل درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام اسامیاں	سکیل نمبر	کل تعداد اسامیاں	پانچ فیصد کوٹا برائے خواتین کی تعداد
1	سٹینوگرافر	12	82	4
2	اسسٹنٹ	14	46	2

3	اکاؤنٹنٹ	10	36	2
4	جونیئر کلرک	07	249	13
5	نائب قاصد	01	284	14

(ب) سولیسٹر ڈیپارٹمنٹ میں سال 2007 کے دوران کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے لہذا کسی خاتون کی بھرتی بھی ممکن نہ تھی۔

(ج) چونکہ سولیسٹر ڈیپارٹمنٹ میں مذکورہ بالا اسامیاں سکیل نمبر 1تا14 کی ہیں لہذا سال 2007 سے قبل بھرتی شدہ خواتین کا بذریعہ پبلک سروس کمیشن بھرتی کرنا ضروری نہ تھا۔

(د) سال 2007 کے دوران کسی مرد یا خاتون کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا Solicitor Department میں ایڈہاک بھرتیاں کی گئی تھیں اور اگر کی گئی تھیں تو یہ کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پہلے کنٹریکٹ پر اور اس کے بعد پھر مختلف courts کے ذریعے سے اس وقت تک بھرتی کا عمل پہنچا ہے جس میں سٹینو گرافر، اسسٹنٹ، اکاؤنٹنٹ، جونیئر کلرک اور نائب قاصد کی اسامی پر کوئی ایڈہاک بھرتیاں نہیں کی گئیں بلکہ انہیں ریگولر طریق کار کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اصل میں خواتین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہیں گی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال خواتین کے حوالے سے تھا اور میں اسی حوالے سے بات کر رہی ہوں کہ کیا ایڈہاک پر بھرتیاں کی گئی تھیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے categorically کہا ہے کہ نہیں کی گئیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت اس محکمہ میں خالی اسامیاں ہیں اگر ہیں تو خواتین کی کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!چونکہ 2007 کے دوران کسی مرد یا خاتون کو بھرتی نہ کیا گیا ہے اور یہ جواب کے جز(د) میں درج ہے تو یقیناً خالی اسامیاں ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ان کی تعداد سوال میں نہیں پوچھی گئی تھی اس لئے ان کی تعداد یہاں پر درج نہیں ہے لیکن جیسے سوال ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟ یہ آپ نے پوچھا تھا تو اس کا جواب یہی ہے کہ اس سال کے دوران کسی مرد یا خاتون کو بھرتی نہیں کیا گیا۔اگر آپ تفصیل کہیں تو پڑھ دیتا ہوں کہ سٹینو گرافر کا سکیل 12 ہے۔اسامیوں کی کل تعداد 83 ہے، خواتین کے پانچ فیصد کوٹا کے تحت خواتین کی اسامیوں کی تعداد چار اور male کی تعداد 30 ہے۔اسسٹنٹ کا سکیل 14 ہے، کل تعداد 46 ہے۔اسی طرح سے اکاؤنٹنٹ کا سکیل 10 ہے، کل اسامیاں 37 ہیں، جن میں خواتین 2 اور مرد ملازمین 22 ہیں۔جونیئر کلرک کا سکیل 7 ہے، کل اسامیاں 234 ہیں، خواتین کی تعداد 12 اور مرد ملازمین کی تعداد 220 ہے۔نائب قاصد کا سکیل ایک ہے، کل اسامیاں 275 ہیں، خواتین کی تعداد 14 اور مرد ملازمین کی تعداد 242 ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں اپنے سوال کو تھوڑا بدل کر کر لیتی ہوں کہ جن خواتین کا کوٹا پانچ فیصد دیا گیا ہے تو کیا اُن تمام سیٹوں پر خواتین کی تعیناتی ہو چکی ہے یا ابھی کچھ سیٹیں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے اتنی تفصیل سے عرض کیا ہے اور میں نے جو تعداد بتائی ہے یہ لوگ serve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 4023 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سال2008، پنجاب میں موبائل سروس یونٹ و تولیدی مراکز قائم کی تفصیلات

*4023: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت نے پنجاب میں سال2008 کے دوران کل کتنے موبائل سروس یونٹ قائم کئے؟

(ب) محکمہ صحت نے پنجاب میں سال2008 کے دوران کل کتنے تولیدی مراکز قائم کئے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) محکمہ بہبود آبادی پنجاب نے پانچ سالہ منصوبہ (08-2003) کے تحت موبائل سروس یونٹس کی تعداد 71 سے بڑھا کر 117 کی ہے۔ یہ اہداف 2008 سے پہلے مکمل کر لئے گئے تھے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) محکمہ بہبود آبادی پنجاب نے سال08-2007 میں25 مراکز تولیدی صحت کا قیام عمل میں آنا تھا۔ جن میں سے آٹھ مکمل ہو چکے ہیں اور نو مراکز پر کام تکمیل کے مراحل پر ہے جبکہ آٹھ مراکز پر سرکاری زمین کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ Service Units کی تعداد 71 سے بڑھا کر 117 کی ہے۔ میں یہ بات پوچھنا چاہوں گی کہ ان Units کو بڑھانے پر کتنا سرمایہ خرچ ہوا اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے، کوئی ایک ایسا مثالی ضلع بتا دیں جس میں اس کے results سامنے آئے ہوں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! انہوں نے اکٹھے ہی دو سوال پوچھ لئے ہیں۔ ایک سوال یہ کہ اس میں سرمایہ کتنا خرچ ہوا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کے کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں؟ یہ Mobile Service Units ان علاقوں کو cover کرتے ہیں، ان far flung areas میں جاتے ہیں اور ان remote areas میں جاتے ہیں جہاں پر کوئی بھی Basic Health Units اور Rural Health Centres موجود نہیں ہیں۔ یہ وہاں جا کر لوگوں کو ان کے door steps پر family

planning کی services provide کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ 117 Mobile Service Units میں جو عملہ ہوتا ہے اس میں ایک کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہوتی ہے جو میڈیکل آفیسر ہوتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال نہیں پوچھا۔

جناب سپیکر: آپ اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ 71 Units کی تعداد کو بڑھا کر 117 Units کر دیا گیا ہے تو ان پر کل کتنا پیسا خرچ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! انہوں نے amount کے بارے میں پوچھا ہے تو یہ ایک fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کو amount بھی تھوڑی دیر تک بتا دیتی ہوں۔ انہوں نے دوسرا جو main question کیا ہے، اس وقت عوام بھی جاننا چاہتے ہیں اور اس ایوان کے معزز ممبران بھی جاننا چاہتے ہیں تو میں نے وہ جواب ان کو دے دیا ہے۔ اگر انہوں نے اس کی amount پوچھنی تھی تو یہ fresh question بھی کر سکتی تھیں۔ Mobile Service Units کا جو بنیادی مقصد تھا وہ میں بتا چکی ہوں کہ یہ اُن areas کو cover کرتے ہیں جہاں پر family planning کی services موجود نہیں ہوتیں۔ خاص طور پر وہ علاقے جہاں پر کوئی بھی Rural Health Centres یا Basic Health Units قائم نہیں ہیں، یہ وہاں کے لوگوں کی دہلیز پر جا کر family planning کی services provide کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کے لئے counselling اور motivation بھی provide کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے ان علاقوں میں کوئی نزدیک ہسپتال نہیں ہے تو ان علاقوں میں خاص طور پر بچوں کی ailments کے لئے بھی medicine provide کی جاتی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ساتھ ہی ایک اور سوال تھا جس کا جواب نہیں آیا کہ کوئی ایک ایسا مثالی ضلع بتا دیں جہاں پر ان کے ڈیپارٹمنٹ نے کوئی خاطر خواہ نتائج دیئے ہوں؟ اس پر اتنا پیسا بھی خرچ ہو رہا ہے لیکن کوئی results سامنے نہیں آ رہے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا ہے کہ کوئی ایک ایسا ضلع بتا دیں۔ میں بتانا چاہوں گی کہ پورے پنجاب میں 117 Mobile Health Units تحصیل کی سطح

پر قائم ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں۔اب اگر یہ پوچھیں کہ کوئی ایک ضلع بتادیں تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ایک ضلع نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس کا جواب آگیا ہے۔ محترمہ!اب آپ تشریف رکھیں، کسی اور کو بھی سوال کرنے دیں۔ محترمہ انجم صفدر!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر!انہوں نے اس سوال کے جز (ب)میں جواب دیا ہے کہ محکمہ بہبود آبادی پنجاب 08-2007 میں 25 مراکز تولیدی صحت کا قیام عمل میں آنا تھا۔ جن میں سے 8 مراکز مکمل ہو چکے ہیں،9مراکز پر کام تکمیل کے مراحل میں ہے اور 8 مراکز پر سرکاری زمین کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔اس سوال کا جواب 19۔مارچ 2010 کو موصول ہوا اور آج جنوری 2011 ہے۔تقریباً اس جواب کو آئے ہوئے 10 ماہ ہو چکے ہیں،ان 10 ماہ میں وہ 9 مراکز جو تکمیل کے مراحل میں تھے کیا وہ مکمل ہو چکے ہیں، دوسرا سوال یہ ہے کہ ان 10 ماہ میں وہ مراکز جن کے لئے زمین کی عدم دستیابی تھی کیا ان کے لئے زمین حاصل کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر!پہلے میں ان کے دوسرے سوال کا جواب دیتی چلوں کہ ان کے لئے زمین حاصل کی گئی ہے یا نہیں؟ چونکہ یہ پانچ سالہ منصوبہ ہے،اس کو فیڈرل گورنمنٹ funding کر رہی تھی اور ہم پانچ سالوں کا اکٹھا PC-1 بنا کر بھیج دیتے تھے۔انہوں نے پوچھا ہے کہ باقی آٹھ مراکز جہاں پر سرکاری زمین کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا تو اسے next PC-1 میں بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔چونکہ سرکاری زمین available نہیں تھی اس لئے یہ مراکز نئے PC-1 کے مطابق 2015 تک بڑھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، زمر دیا سمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر!میں یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ بہبود آبادی کے فنڈز کیا صرف پنجاب حکومت ہی provide کرتی ہے یا فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بھی آتے ہیں،اگر دونوں کی طرف سے آتے ہیں تو اُن کی percentage کتنی ہے، اس محکمے پر اتنا خرچ کیا جاتا ہے اس کا outcome کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! آج کی date تک اس محکمے کے تمام تر اخراجات جن میں ملازمین کی salaries بھی شامل ہیں یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ہی ذمہ داری رہی ہے اور آج تک اس کے لئے سارا بجٹ فیڈرل گورنمنٹ نے ہی فراہم کیا ہے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے ابھی تک اس محکمے کے لئے کچھ بھی contribute نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اتنی آبادی بڑھ رہی ہے تو یہ محکمہ کیا کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے سوال بہت عجیب کیا ہے، اب آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! بالکل انہوں نے بڑا valid question کیا ہے۔ میں بتاتی چلوں کہ اگر میں تھوڑا سا پیچھے جاؤں تو 1951 سے لے کر 1961 تک population growth rate 2.45 percent تھا۔ اس کے بعد 1961 سے لے کر۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ latest پوچھ رہی ہیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): اس وقت 2.05 ہے۔ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ جب سے یہ محکمہ وجود میں آیا ہے، مختلف سیاسی حکومتیں آتی رہیں اور بعض حکومتوں کے دور میں اس کو بالکل neglect کیا جاتا رہا جس کی وجہ سے آبادی کے بڑھنے کا دباؤ بھی اُسی ratio سے بڑھ جاتا تھا۔ جب گورنمنٹ تبدیل ہوتی تھی یا جس کی priorities میں یہ شامل ہوتا تھا تو پھر اس کو focus کیا جاتا تھا اور لوگوں میں awareness پیدا کی جاتی تھی۔ Gradually اس کی percentage میں کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا کیونکہ اس سوال کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد یار ہراج کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ آبادی کس دباؤ کے تحت بڑھتی ہے؟ (معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوال نمبر بولیں اور اس کو چھوڑیں۔

MS SEEMAL KAMRAN: Question No 1064. Answer to be taken as read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں پبلک پراسیکیوٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1064: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے پبلک پراسیکیوٹرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کی تنخواہ و دیگر مراعات پر کل کتنی رقم خرچ ہو رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع خانیوال میں مزید پبلک پراسیکیوٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں، کتنے contract اور کتنے permanent basis پر تعینات کئے جانے کی تجویز ہے؟

(ج) پبلک پراسیکیوٹرز کی کارکردگی جانچنے کے لئے کیا criteria ہے اور ان کی تعلیمی قابلیت اور کتنا تجربہ درکار ہوتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع خانیوال میں اس وقت 27 منظور شدہ اسامیوں پر پچیس پراسیکیوٹرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جن میں گریڈ 19 کا ایک ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر، گریڈ 18 کے چار ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹرز اور گریڈ 17 کے بیس اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹرز شامل ہیں۔فی الحال دو ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ ضلع خانیوال میں پراسیکیوٹرز کی تنخواہ اور دیگر مراعات پر جتنی رقم خرچ ہو رہی ہے اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی، نہیں۔فی الحال حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہ ہے۔

اس وقت ضلع خانیوال میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی ایک، ایڈیشنل سیشن ججز کی چھ اور سول جج کم جوڈیشل مجسٹریٹ کی پندرہ عدالتوں میں مقدمات کی تعداد اور ضرورت کے مطابق پچیس پراسیکیوٹرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جن کی تعداد کافی ہے اس لئے نئی تعیناتی اور مزید فنڈز مختص کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔البتہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹرز

کی جو دو اسامیاں خالی ہیں جونہی پراسیکیوٹرز میسر ہوں گے ان کو ضلع خانیوال میں تعینات کر دیا جائے گا۔

(ج) پبلک پراسیکیوٹرز کی کارکردگی جانچنے کا سب سے اہم ذریعہ ان کی Annual Confidential Reports (ACRs) یا Performance Evaluation Reports(PERs) ہیں۔ اس کے علاوہ پراسیکیوٹرز کی کارکردگی جانچنے کے لئے پبلک پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ نے 8 ریجنل مانیٹرنگ سیل بنائے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع کا ہر پراسیکیوٹر چار مختلف قسم کے فارم جن کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، پُر کر کے ہر ماہ اپنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کو بھجواتا ہے۔ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر ان فارم میں درج اعداد و شمار کو اکٹھا کر کے پورے ضلع کی رپورٹ ریجنل مانٹیرنگ سیل کو بھجواتا ہے اور آٹھ ریجنل مانیٹرنگ سیل اپنی رپورٹ صوبائی مانیٹرنگ سیل کو بھجواتے ہیں۔اس طرح سے پراسیکیوٹرز کی کارکردگی کو جانچنے اور اس کو بہتر بنانے میں کافی آسانی ہوئی ہے۔

جہاں تک پراسیکیوٹرز کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کا تعلق ہے تو ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کے لئے ایل ایل بی کے بعد بارہ سال وکالت کا تجربہ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کے لئے ایل ایل بی کے بعد سات سال وکالت کا تجربہ اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کے لئے ایل ایل بی کے بعد دو سال وکالت کا تجربہ درکار ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں جو جواب کی details دی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے جز کی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بتا رہی ہوں کہ جز (ج) کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ جہاں تک پراسیکیوٹرز کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کا تعلق ہے، اس کے لئے جو details بتائی گئی ہیں کہ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کے لئے ایل ایل بی کے بعد بارہ سال وکالت کا تجربہ اور ڈپٹی پراسیکیوٹر کے لئے ایل ایل بی کے بعد سات سال وکالت کا تجربہ ہونا چاہئے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے تو بہت سے لوگ ہوں گے جو اس criteria کو پورا کرتے ہوں گے کیا کوئی اس کے علاوہ extra qualification بھی ہونی چاہئے یا ہوتی ہو گی یعنی میرٹ کو کس طرح سے ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے، کیا کوئی written test or interview ہوتا ہے، میرا مطلب ہے کہ میرٹ کو ensure کرنے کے لئے کیا طریق کار ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں پراسیکیوٹرز کو induct کرنے یا بھرتی کرنے کے لئے qualification درج ہے کہ انہوں نے قانون کی ڈگری حاصل کی ہوتی ہے اس کے بعد پھر پبلک سروس کمیشن کے تحت محکمہ میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، Order please order. معزز ممبران! میری بات سنیں کہ سوال کا جواب آرہا ہے،آپ ایوان میں گپ شپ لگا رہے ہیں۔ This is not good. اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی آپ کے پاس موجود ہے۔ مہربانی کر کے interrupt نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں جہاں تک پراسیکیوٹرز کی qualifications کا معاملہ ہے تو یہ قانون اور ایکٹ میں درج ہے کہ Law Graduates کو through Public Service Commission محکمہ میں بھرتی کیا جاتا ہے اور جب تک وہاں سے تعداد پوری نہیں ہو گی تو اس وقت تک stopgap arrangement یعنی contract پر کی جاتی رہی ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں لیکن جہاں تک کارکردگی کا معاملہ ہے تو ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی اس سے دیکھی جاتی ہے کہ جو cases زیر سماعت ہیں تو اس کے متعلق ڈیپارٹمنٹ نے اس میں کیا contribute کیا ہے تو اس میں جو terrorism کے cases ہیں یعنی high profiled cases تو اس کی جو کارکردگی 01-01-2010 to 31-12-2010 یعنی ایک سال کے دوران اس میں جو ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی ہے تو اس میں total decided cases 380 ہیں یعنی high profiled cases اور terrorist court میں جو cases سال 2010 میں decide ہوئے ان کی تعداد 380 ہے۔اس میں 268 کیسز میں conviction ہوئی ہے جو کہ 71 فیصد ہے اور 112 کیسز میں acquittal ہوا ہے جو کہ 29 فیصد ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ بھی معزز ایوان کے سامنے رکھ دوں کہ اس میں 172 ملزمان کو death sentenced ہوئی ہے اور 205 ملزمان کو life imprisonment ہوئی ہے۔اسی طرح سے 160 لوگوں کو conviction اور other than life imprisonment ہوئی ہے تو یہ کارکردگی کے حساب سے جو cases decided ہیں یہ ایک عمدہ اور بہترین کارکردگی ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح سے میرے سوال کا جواب دیا جارہا ہے اس طرح سے تو میرے سوال کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، اگر کارکردگی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں تو پھر آپ کو کس طرح سے بتایا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ اگر اسی criteria کو follow کرتے ہوئے جو criteria اس میں لکھا ہوا ہے اور qualification کے ساتھ بارہ اور سات سال کا تجربہ بتایا گیا ہے اگر ایک سے زیادہ لوگ اس criteria پر پورا اترتے ہیں تو ان میں سے ایک right person کو chose کرنے کے لئے میرٹ کو ensure کرنے کا کیا طریق کار ہوتا ہے، کیا کوئی additional test لیا جاتا ہے یا کوئی انٹرویو ہوتا ہے. This was the question actually.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب آپ خود اندازہ کریں کہ یہ بھی کوئی سوال ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تو میرٹ کی بات کر رہی ہوں، یہ کیا بات ہوئی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ ان کو اتنی ignorance ہے کہ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ اگر ایک criteria پر ایک سے زیادہ لوگ پورا اترتے ہوں تو پھر ان میں ایک کو کس طرح select کیا جاتا ہے یعنی اگر اسامیاں پانچ ہیں، امتحان میں پچاس لوگ appear ہوئے ہیں اور ان میں سے 20 لوگ پاس ہو گئے ہیں اس کے بعد باقاعدہ انٹرویو وغیرہ ہوتے ہیں تو ان کی ایک priority list تیار ہوتی ہے، اس priority list میں جو پہلے پانچ لوگ ہوتے ہیں وہ select ہو جاتے ہیں، باقی دس رہ جاتے ہیں اور یہ کون سی بات ہے جو آپ کو بتائی جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ میرا supplementary question ہے، میں لاء منسٹر ہوں اور نہ ہی میں کوئی قانون کی ماہر ہوں۔ میں نے اگر کوئی supplementary question کیا ہے تو وہ میرا right ہے۔ یہ کیا جواب ہے کہ یہ بھی کوئی سوال ہے؟ مطلب آپ جواب دینے کی بجائے ایک اور سوال کریں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے criteria کے حوالے سے تو آپ کو جواب بتا دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس طرح سے ممبران کی insult نہیں کی جاسکتی۔ میری Chair سے یہ درخواست ہے کہ آپ اس سلسلے کو بند کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ جو انہوں نے بات کرنے کے بعد تمہید باندھی ہے ان کو وہ جواب دینا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!دوسرا میرا supplementary question یہ ہے کہ کیا اب تک پیپلز پارٹی کا کوئی اسسٹنٹ یا ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے ان سب میں سے جو اس criteria کو پورا کرتا ہو؟

جناب سپیکر: کس کا اور کیا کیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!پنجاب میں کیونکہ coalition government ہے تو کیا اب پنجاب میں پیپلز پارٹی کا ان میں سے کوئی اسسٹنٹ یا ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سوال تو ان کو خود پوچھنا چاہئے، آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معاملہ یہ ہے کہ ضمنی سوال کرنے کے لئے تھوڑی بہت محنت کرنی چاہئے اور تھوڑا بہت معاملے کو دیکھ لینا چاہئے۔اب یہ جو انہوں نے سوال کیا ہے اب اس کا آپ جواب دیں کیونکہ پھر اگر میں یہ کہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، relevant question کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر میں کچھ کہوں گا تو پھر ان کو اس بات پر اعتراض ہوگا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو criteria بتادیا ہے۔ محترمہ!آپ میری بات سنیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!وہ تو مجھے پتا ہے کہ آپ ٹریژری بنچز کا defence کریں گے۔

جناب سپیکر: نہیں تو پھر آپ کا سوال ہی کسی قسم کا نہیں ہے۔آپ کیا کرتی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جواب دے دیتا ہوں اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت میرٹ پر لوگوں کو رکھا جا رہا ہے اور وہ دور دفن ہو گیا ہے جب اس بنیاد پر لوگوں کو رکھا جاتا تھا کہ اس کی ذات کیا ہے، اس کی برادری کیا ہے، اس کا ضلع کیا ہے، اس کی تحصیل کیا ہے اور اس کے پیچھے سفارشی کون ہے؟ ان لوگوں پر عوام نے 18۔فروری 2008 کو منوں مٹی پھینک دی ہے اور وہ لوگ دفن ہو چکے ہیں۔اب اس طرح کا دور نہیں ہے کہ اس قسم کی بھرتی کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر میں اپنے ضمنی سوال میں میرٹ کی وضاحت پوچھنا چاہوں تو منسٹر صاحب کو اعتراض ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرٹ کا تو انہوں نے بتا دیا ہے۔اب آپ اور کیا پوچھتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پلیز، ایک منٹ آپ میری گزارش سن لیں۔ اگر میں میرٹ کی تفصیل پوچھنا چاہتی ہوں تو اس پر منسٹر صاحب کو اعتراض ہے، اگر میں نے coalition government کا پوچھا تو کیا وہاں پر ان کا حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہاں coalition government کی بات نہیں ہے۔ انہوں نے criteria بتا دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا خواجہ حارث صاحب کوئی آسمانی صحیفہ ہیں، ان کا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے اور اس ہاؤس میں یہ کس طرح کی گفتگو ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ لوگ ہی کرتے ہیں اور آپ خود ہی یہ باتیں کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب یہاں پر گندم کے گوداموں کی بات ہو رہی تھی تو یہاں پر لوگوں کے قائدین اور ڈکٹیٹر کی دہائی دینی شروع کر دی گئی۔ یہ روز Question Hour میں کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ اپنے ضمنی سوال پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال تھا اس پر میں نہیں سمجھتی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی تو پھر آپ بات کیوں نہیں سنتیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کیا سنوں؟

جناب سپیکر: جی، criteria انہوں نے بتایا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر criteria انہوں نے بتایا ہے تو مجھے کیا کہنے کے بعد بتایا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا مجھے ٹریژری بنچز سے dictation لینی پڑے گی کہ میں نے کیا supplementary question کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟

جناب سپیکر: وہاں پر کوئی ایسا کالم نہیں لکھا ہوتا کہ یہ کس پارٹی سے ہے یا کس گروپ سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر کوئی criteria نہیں ہے تو پھر آپ کہہ دیں کہ کوئی criteria نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی، اگلا سوال اگر پوچھنا ہے تو پوچھیں، نہیں تو پھر آگے چلتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بس ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہے تو پھر اب اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4380 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے متعلقہ تفصیلات

*4380: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی موجودگی کے باوجود خواجہ حارث اور مصطفیٰ رمدے ایڈووکیٹ صاحبان عدالتوں میں حکومت کی طرف سے پیش ہو رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایڈووکیٹ صاحبان کس کے behalf پر پیش ہو رہے ہیں اور آج تک کس کس کیس میں پیش ہوئے اور انہیں کتنی فیس کس مد سے ادا کی گئی، ہر کیس کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

(ج) کیا قواعد وضوابط کے تحت ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی کے باوجود مذکورہ ایڈووکیٹ صاحبان عدالتوں میں پیش ہو سکتے ہیں اگر ہاں تو متعلقہ قواعد ایوان کی میز پر رکھے جائیں؟

(د) مذکورہ ایڈووکیٹ صاحبان کی بھاری فیسوں کی ادائیگی کے لئے کس مجاز اتھارٹی سے منظوری حاصل کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ خواجہ حارث احمد اور جناب مصطفیٰ رمدے، ایڈووکیٹس، ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی میں حکومت کی طرف سے چند مقدمات میں عدالتوں میں پیش ہوئے۔

(ب) محکمہ قانون و پارلیمانی امور نے حکومت پنجاب کے تحت چلنے والے تمام محکموں سے اس بابت معلومات حاصل کی ہیں لہذا ان معلومات کے مطابق خواجہ حارث احمد ایڈووکیٹ اور جناب مصطفیٰ رمدے ایڈووکیٹ مندرجہ ذیل مقدمات میں حکومت کی طرف سے عدالت عالیہ میں پیش ہوئے ہیں:۔

1۔ خواجہ حارث احمد ایڈووکیٹ نے مندرجہ ذیل مقدمات میں حکومت کی نمائندگی کی:۔

نمبر شمار	تفصیل کیس	محکمہ	عدالت	فیس
1	1۔رٹ پٹیشن نمبر 6470/2008 سید خرم شاہ بنام میاں محمد شہباز شریف 2۔رٹ پٹیشن نمبر 654/2008 سید خرم شاہ بنام میاں محمد شہباز شریف	قانون و پارلیمانی امور	عدالت عالیہ، لاہور عدالت عالیہ، لاہور	پانچ لاکھ روپے پانچ لاکھ روپے
2	رٹ پٹیشن نمبر 9394/2008 محمد سلیم وغیرہ بنام حکومت پنجاب	پبلک پراسیکیوشن	عدالت عالیہ، لاہور	دس لاکھ روپے
3	رٹ پٹیشن نمبر 15744/2009 سٹیٹ بنام فیڈریشن آف پاکستان	محکمہ خوراک	عدالت عالیہ، لاہور	پندرہ لاکھ روپے

4	1۔رٹ پٹیشن نمبر 18515/2009 حکومت پنجاب بنام چیف الیکشن کمشنر 2۔اپیل نمبر 843/2009 محمد اظہر صدیق بنام حکومت پنجاب وغیرہ	محکمہ داخلہ	عدالت عالیہ،لاہور عدالت عالیہ،لاہور	پانچ لاکھ روپے پانچ لاکھ روپے

2- جناب مصطفیٰ رمدے ایڈووکیٹ نے مندرجہ ذیل مقدمات میں حکومت کی نمائندگی کی:

نمبر شمار	تفصیل کیس	محکمہ داخلہ	عدالت	فیس
1	1۔رٹ پٹیشن نمبر 18515/2009 حکومت پنجاب بنام چیف الیکشن کمشنر	محکمہ داخلہ	عدالت عدلیہ،لاہور	دس لاکھ پچاس ہزار روپے
2	1۔رٹ پٹیشن نمبر 18024/2008 اورنگزیب شفیع برکی بنام گورنمنٹ آف پنجاب 2۔رٹ پٹیشن نمبر 18025/2008 اورنگزیب شفیع برکی بنام گورنمنٹ آف پنجاب	ایس اینڈ جی اے ڈی (سروسز-1)	عدالت عالیہ لاہور	چھ لاکھ روپے

(ج) کسی قانون یا رولز میں ایسی کوئی پابندی نہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی میں حکومت پرائیویٹ کونسل مقرر نہ کر سکتی ہے۔وکلاء سے متعلق معاملات بشمول فیس پنجاب، گورنمنٹ رولز آف بزنس 1974 کے شیڈول II کے تحت محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے ذمہ ہیں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمہ قانون حسب ضرورت پرائیویٹ وکلاء کے تقرر کے لئے مناسب اقدامات کرتا ہے جس میں جناب چیف منسٹر کی منظوری بھی شامل ہے۔

(د) چونکہ مندرجہ بالا مقدمات انتہائی اہمیت کے حامل تھے لہذا پرائیویٹ وکلاء کا تقرر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے کیا گیا اور ان کی فیس بھی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے مقرر کی گئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے جیسا کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کوئی برادری نہیں دیکھی جاتی اور کوئی کچھ نہیں دیکھا جاتا تو اس سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "ہمارے ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی میں باقی لوگوں کو کیوں appoint کیا جاتا ہے "تو جن لوگوں کو appoint کیا جاتا ہے تو ان کی برادری کا بتادیں؟ یہ سوال ویسے ہی بن گیا لیکن جو serious question ہے وہ یہ ہے کہ جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کسی قانون یا رولز میں ایسی کوئی پابندی نہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی میں حکومت پرائیویٹ کونسل مقرر نہ کر سکتی ہے اور

میرا سوال یہ تھا کہ کیا قواعد وضوابط کے تحت ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی کے باوجود ایڈووکیٹ صاحبان عدالتوں میں پیش ہو سکتے ہیں اگر ہاں تو متعلقہ قواعد ایوان کی میز پر رکھے جائیں، یہ وہ قانون ہے جو آپ کی مدد سے مجھے دیا گیا اور اسمبلی کو نہیں دیا گیا تھا۔ اس کے جز(د) میں لکھا گیا ہے کہ "مذکورہ ایڈووکیٹ صاحبان کی بھاری فیسوں کی ادائیگی کے لئے کس مجاز اتھارٹی سے منظوری لی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے"۔

جناب سپیکر: جی، Chief Executive کو وہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے عرض کرنے دیں تو کچھ زیادہ ہی بہتر ہوگا اگر آپ میری بات کاٹ دیں گے تو میں بیٹھ ہی جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ آگے چلیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب آپ نے نہیں دینا، جواب لاء منسٹر صاحب نے دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے مجھے سوال کرنے دیا کریں اور ان کو جواب دینے دیا کریں۔ آپ اگر مجھے چپ کروا کر بٹھا دیں گے تو میں چپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ کا جیسے حکم ہو۔ اس میں میرا سوال یہ تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کئی چیزیں common sense کی ہوتی ہیں لیکن میں کیا کروں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاید مجھ میں common sense نہیں ہے، میں شاید بیوقوف آدمی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ماشاءاللہ بہت سمجھدار ہیں۔ یہ بات میں آپ کے بارے میں نہیں کہہ رہا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ میری کم عقلی کا مذاق نہ اُڑائیں تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، بولتے جائیں۔ وہ جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو میں نے یہ پوچھا تھا کہ جو لسٹ مجھے یہاں پر دی گئی ہے اس میں قانون و پارلیمانی امور ڈیپارٹمنٹ کی جو ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں اس میں لاء ڈیپارٹمنٹ کا advice to department on legal ہے، conduct of government litigation matters ہے، appointment, removal, transfers, leaves, Advocate General, Additional Advocate General وغیرہ ہیں۔ اس کے بعد چوتھا حصہ جس کو مجھے underline کر کے دیا گیا ہے. matters relating to legal practitioners including scale of fees یہ جز (ج) کے لئے تو شاید ہو سکتا ہے لیکن میرے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ اس میں تو لاکھوں روپے کی فیس کہی گئی ہے کیا یہ ایڈووکیٹ جنرل کی competence سے زیادہ مشکل کیس تھے، ایڈووکیٹ جنرل صاحب ان کو handle نہیں کر سکتے تھے جو private practitioners کو hire کیا گیا؟ اور یہ جو دونوں private practitioners ہیں ان دونوں کا ایک background ہے، جس context سے یہ نکلتے ہیں خواجہ حارث صاحب اور مصطفیٰ رمدے صاحب ان کا ایک background بھی تو ہے، ان کی ایک linking بھی ہے تو کیا حکومت کو سب سے زیادہ یہی قابل وکیل ملے تھے، اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں کو hire کیا گیا؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ تقریر ہے یا ضمنی سوال ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم محسن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اس میں ایک تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ کیا ایڈووکیٹ جنرل کی موجودگی میں ضروری تھا کہ کوئی اور وکیل hire کیا جاتا تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ گورنمنٹ کو یہ اتھارٹی یا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے کسی بھی کیس میں سرکاری وکلاء، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل یا ایڈووکیٹ جنرل صاحب کے علاوہ اگر مناسب سمجھے تو کسی پرائیویٹ وکیل کو hire کر سکتی ہے۔ جس طرح اس کی مثال یہ ہے کہ جو ابھی سانحہ سیالکوٹ ہوا تو اس میں بھی ایک مطالبہ یہ تھا کہ اس کو آپ صرف public prosecutors کے سر پر نہ رکھیں، ساتھ ایک private counsel بھی کر دیں تاکہ تھوڑی بہت ایک دوسرے کی evaluation ہوتی رہے لہذا گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی background کیا ہے تو اگر کوئی اور background آپ کے ذہن میں ہیں تو آپ بتائیں۔ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ان کی background یہ ہے کہ خواجہ حارث انتہائی قابل وکیل ہیں اور اس سلسلے میں نہ صرف ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے موجود ہیں بلکہ ان کی practice کا ریکارڈ بھی موجود

ہے اور اسی طرح مصطفیٰ رمدے بھی ایک قابل وکیل ہیں اور مختلف cases میں جہاں پر گورنمنٹ نے یہ محسوس کیا کہ ان کی competency موجود ہے تو اس کے مطابق ان کو فیس ادا کی گئی۔ یہ تو صرف لاکھوں کی بات ہے، یہاں پر تو اس قسم کے بھی cases ہیں کہ لوگوں نے ساڑھے تین، تین کروڑ روپے فیس لی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بطور وکیل فیس لی ہے۔ یہ تو اس وقت professional and senior lawyers کی فیس ہے جو اُن کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی رانا صاحب نے کہا تھا کہ وہ دور گزر گئے جب یہ سارا کچھ ہوتا تھا تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مصطفیٰ رمدے صاحب کے چچا مسلم لیگ (ن) کے candidate ہیں، وہ ایم این اے رہ چکے ہیں؟ یہ جو اسد الرحمٰن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہیں کیا ان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اسی طرح سے کیا خواجہ حارث صاحب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی leadership کے بہت قریب نہیں ہیں؟ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ جس وقت طنز کرتے ہیں تو یہ طنز دونوں طرف جاتی ہیں۔ میری آپ سے بار بار یہی گزارش ہوتی ہے کہ یہ نہ کیا کریں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ تفصیل میں جائیں گے تو پھر وہ تو آپ سے سُننا مشکل ہو جائے گا، جواب دینا مشکل ہو جائے گا اور پھر جس طرح آج آپ کی ناشتے کے اوپر کھچائی ہوئی ہے اور آپ کو سکھا پڑھا کر بھیجا گیا ہے کہ آپ یہ کریں، وہ کریں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم ناشتے کئے بغیر آئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں تو پھر آپ اس قسم کی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ آپ میں بات سُننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہئے۔ لغاری صاحب! میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہے، میں پاکستان مسلم لیگ (ن) میں ایک active role play کر رہا ہوں تو کیا اب میرے تمام رشتہ داروں پر ban لگ جائے کہ کوئی وکالت کر سکے اور نہ کوئی کسی سرکاری محکمے میں نوکری کر سکے۔ یہ کون سا طریقہ ہے، یہ آپ کون سا اعتراض کر رہے ہیں؟ میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر خواجہ حارث اور مصطفیٰ رمدے کے بطور وکیل ہونے یا ان کی competency کے حوالے سے کوئی question ہے تو آپ وہ کریں۔ باقی یہ بات کہ اگر کسی کا چچا، کسی کا ماما، کسی کا کوئی اور رشتہ دار کسی سیاسی جماعت میں ہے تو پھر کیا وہ لوگ گھر بیٹھ جائیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ وہ دور گزر گیا جب اس قسم کی چیزیں ہوتی تھیں تو کیا وہ لوگ جو اس دور میں بھرتی ہوتے تھے تو کیا ان کے ساتھ کسی کا تعلق ہوتا تھا یا competency ہوتی تھی تو ان کی یہ بات کرنا بنتی تھی؟ میری بار بار آپ کی Chair کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ طنزیہ اور چبھتے ہوئے جملے کہنا سب کو آتے ہیں۔ ہم اس سے اجتناب کیا کریں، یہ نہ کیا کریں اور جو matter in hand ہو ہم سب اسی کو discuss کیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی اجازت ہو تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ جی، اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں؟ لہذا یہ disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔ سوال نمبر بولئے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 1612 ہے۔

شعبہ پراسیکیوشن میں بھرتی کا طریقہ اور پراسیکیوٹرز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*1612: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل، ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر، ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل، ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر، اسسٹنٹ پراسیکیوٹر جنرل اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی کل کتنی اسامیاں ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل، ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر، ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل، ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر، اسسٹنٹ پراسیکیوٹر جنرل اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی اسامیوں پر تعیناتی دی پنجاب کریمینل پراسیکیوشن سروسز ایکٹ 2006 (ایکٹ 111 آف 2006) کے سیکشن 8(4) کے تحت بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن ہو گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اسامیوں پر تعیناتی کے حوالے سے محکمہ نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اہل امیدواروں کی بھرتی کے لئے کہا تھا اور پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے اس سلسلہ میں اشتہار بھی مختلف اخبارات میں شائع ہوا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اس سلسلہ میں مزید کام سے روک کر سابقا حکومت نے میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اپنے من پسند وکیلوں کو مذکورہ بالا اسامیوں پر سفارش اور رشوت کی بنیاد پر بھرتی کیا؟

(ہ) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو سابقا حکومت نے جو پراسیکیوٹر بھرتی کئے تھے ان کی مکمل تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے نیز دی پنجاب کریمینل پراسیکیوشن سروسز ایکٹ2006(ایکٹ111 آف 2006)کے سیکشن8(4)کے تحت بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن پراسیکیوٹر بھرتی نہ کرنے والوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو وقتی طور پر پراسیکیوٹرز کی بھرتی سے اس لئے روکا گیا تھا کہ کمیشن نے مختلف اسامیوں کے تحریری امتحان کے لئے جو syllabus دیا تھا اس میں آسانی اور کمی بیشی کی ضرورت محسوس کی گئی تھی اور یہ فیصلہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد ہوا تھا (ضمیمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

مزید یہ کہ لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے کے مطابق مختلف اسامیوں کے لئے اعلیٰ عہدیداران پر مشتمل ایک کمیٹی (بشمول سابقا جج لاہور ہائیکورٹ لاہور اور سابقا ممبر پنجاب پبلک سروس کمیشن) سے باقاعدہ انٹرویو کے بعد ان پراسیکیوٹرز کو عارضی طور پر اس شرط کے ساتھ بھرتی کیا گیا کہ جونہی کمیشن سے پاس شدہ پراسیکیوٹرز میسر ہو گئے ان کے کنٹریکٹ کو ختم کر دیا جائے گا۔ ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) سابقا دور حکومت میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر جو پراسیکیوٹرز بھرتی کئے گئے ان کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جہاں تک پراسیکیوٹرز کی بھرتی بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا تعلق ہے تو جواب (د) میں ذکر ہو چکا ہے کہ وقتی طور پر یہ فیصلہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی منظوری اور لاہور ہائیکورٹ

کے حکم کے مطابق ہوا تھا اور ان کے خلاف قانونی کارروائی محکمہ کے متعلقہ نہ ہے۔مزید یہ کہ مستقل بنیادوں پر پراسیکیوٹرز کی بھرتی کے لئے کمیشن کو کہا گیا ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر !اس سوال کے جز (د) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اس سلسلہ میں مزید کام سے روک کر سابقا حکومت نے میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اپنے من پسند وکیلوں کو مذکورہ بالا اسامیوں پر سفارش اور رشوت کی بنیاد پر بھرتی کیا؟" میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ان سفارشی بھرتیوں کے خلاف جو کمیشن کا کہا گیا تھا کہ اس پر کام ہو رہا ہے اور اس پر کمیشن کی تشکیل دی جا رہی ہے اس کے بعد ان Prosecutors کو رکھا جائے گا۔ایک تو اس کمیشن کے حوالے سے بتادیں کہ مستقل بنیادوں پر بھرتی کے لئے جو کام ہو رہا تھا کیا اس کی تشکیل کر دی گئی ہے اور اس کے بعد جب یہ بن گیا ہے تو پھر ان Prosecutors کا کیا کیا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !اس میں جو لوگ پہلے کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے تھے اس کے متعلق میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔اب محترم میاں نصیر صاحب نے اپنے سوال کے جز (د) کے متعلق بات کی ہے تو اس میں یہ ہے کہ وقتی طور پر یہ فیصلہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی منظوری اور بعد میں جو ہائیکورٹ کی کمیٹی بنی تھی تو اس کے فیصلے کے مطابق ہوا تھا اور اس وقت جو ہائیکورٹ کے بنچ نے فیصلہ کیا تھا وہ اس وقت تو implement نہیں ہو سکا لیکن اس کے بعد ہم نے اس کو implement کیا۔اس کے بعد وہ دوبارہ ہائیکورٹ میں گئے پھر دوبارہ وہاں پر کیس کا فیصلہ گورنمنٹ کی favour میں ہوا، اس کے بعد سپریم کورٹ سے ان کی اپیل خارج ہوئی اب اس کے مطابق implementation ہو رہی ہے۔ابھی کچھ لوگوں کی پبلک سروس کمیشن سے induction ہوئی ہے اور یہ process جاری ہے اور اس وقت تک جو کمی ہے وہ ہم اس طرح سے پوری کر رہے ہیں کہ وہ لوگ جو ابھی کنٹریکٹ پر ہیں جیسے جیسے پبلک سروس کمیشن سے لوگ آتے جائیں گے تو اسی طرح وہ باہر ہوتے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر !جو پرانی لسٹ دی گئی ہے وہ ساٹھ سے چھیانوے آدمیوں کی ہے۔اس میں سے اب تک کتنے لوگوں کی induction ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے لوگوں کی induction ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی جو تفصیل ہے وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس کی ایک کاپی میرے پاس بھی موجود ہے جس میں figures اور مختلف قسم کی اسامیوں کی تفصیل ہے جو میں بتا دیتا ہوں۔

ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل گریڈ 18 اور 19 کی اسامیاں ہیں، ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی 40 اسامیاں ہیں، ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل کی 50 اسامیاں ہیں، ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی 328 اسامیاں ہیں، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی 796 اسامیاں ہیں اور اسسٹنٹ پراسیکیوٹر جنرل کی تین اسامیاں ہیں۔ ان میں سے تقریباً 50 فیصد کے قریب اسامیاں پبلک سروس کمیشن سے پُر ہو چکی ہیں اور باقی کا process جاری ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہماری یہ observation ہے کہ پچھلے دور میں ایک نالائقوں کی فوج بھرتی کی گئی جن کی کورٹوں میں standing zero تھی، سیاسی بنیادوں پر اسسٹنٹ پراسیکیوٹروں، ڈپٹی پراسیکیوٹروں کو تمام اضلاع میں بھرتی کیا گیا اور اس میں گجرات، منڈی بہاؤالدین کے ایسے وکیل شامل ہیں جو کبھی کسی سول کورٹ میں appear ہی نہیں ہوئے تھے۔ کیا ان کی courts میں standing کا ریکارڈ منگوایا جا سکتا ہے اور ایسے نالائقوں سے اس قوم کی، صوبے کی جان چھڑائی جا سکتی ہے، کیا اس سلسلے میں انکوائری زیر غور ہے تاکہ وہ وکیل جو کبھی عدالتوں میں حاضر ہی نہیں ہوئے ان سے جان چھڑائی جا سکے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے یا تقریر ہے؟ جی، بتائیں وہ کہہ رہے ہیں کہ نالائق اور پتا نہیں کیسے کیسے لوگ بقول ان کے بھرتی کئے گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! 2006 میں نالائقوں اور سفارشیوں کی جو فوج اکٹھی کی گئی تھی اور اس وقت ڈپٹی پراسیکیوٹر اور اسسٹنٹ پراسیکیوٹر کے orders آپ یقین کریں signature کر کے لوگوں میں تقسیم ہوئے۔ یہ order لے جائیں، نام بھر کے بھیج دیں اور joining کر لیں۔ اس طرح سے قانون اور rules کا مذاق اڑایا گیا۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ 2006 میں کون تھا اور کون نہیں تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! کورٹوں کے فیصلوں میں یہ چیزیں موجود ہیں، ہائیکورٹ کے فیصلے میں موجود ہیں، سپریم کورٹ کے فیصلے میں بھی موجود ہیں۔ ان تمام نالائقوں کو فارغ کیا گیا ہے اور اب through Public Service Commission process ہو رہا ہے۔ اس process سے اچھے لوگ آ رہے ہیں لیکن اس میں اگر ایک ہزار applications آتی ہیں اور اس کے بعد exam ہوتا ہے تو پاس ایک ہزار میں سے صرف 163 ہوتے ہیں۔ اس کا process slow ہے بہر حال آہستہ آہستہ یہ لوگ replace ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری عبداللہ یوسف صاحب کا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: سوال نمبر 7449 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔ایڈووکیٹ جنرل و دیگر عہدیداران کی تفصیلات

*7449: **چودھری عبداللہ یوسف:** کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں ایڈووکیٹ جنرل کے ساتھ ایڈیشنل ایڈووکیٹس اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) ان کے تقرر کا کیا معیار ہے؟

(ج) سال مئی 2008 سے مئی 2010 تک مذکورہ عہدیداران کو کتنا معاوضہ پنجاب حکومت نے ادا کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):

(الف) اس وقت دفتر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور میں لاء افسران کی تعداد درج ذیل ہے:۔

I-	ایڈووکیٹ جنرل پنجاب	1
II-	ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب	13
III-	اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب	23

(ب) ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے تقرر کا معیار۔

I- ایڈووکیٹ جنرل پنجاب وہ شخص مقرر ہو سکتا ہے جو ہائیکورٹ کا جج بننے کا اہل ہو۔

ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے تقرر کا معیار۔

I- کم از کم عمر 40 سال ہونی چاہئے۔

II- اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل ہو یا ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ہو۔

III- کم از کم 30 مقدمات میں ایڈووکیٹ ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ پیروی کی ہو۔

اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے تقرر کا معیار۔

I- کم از کم عمر 35 سال

II- کم از کم 7 سال کا تجربہ بطور ایڈووکیٹ ہائیکورٹ ہو۔

III- کم از کم 20 مقدمات میں بطور ایڈووکیٹ ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ میں پیروی کی ہو۔

نوٹ: ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے لئے پاکستان کا شہری ہونا لازم ہے۔

(ج)

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

بتاریخ	رقم
جون2008تافروری2009	Rs.18,94,200/-
مارچ2009تامئی2009	عہدہ خالی رہا۔
جون2009تااگست2009	Rs.2,84,860/-
ستمبر2009تافروری2010	عہدہ خالی رہا۔
مارچ2010تامئی2010	Rs. 18,36,077/-
ٹوٹل:	Rs.40,15,137/-

ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

بتاریخ	رقم
مئی2008تامئی2009(برائے11سیٹس)	Rs.2,52,25,200/-
جون2009تامئی2010(برائے11سیٹس)	Rs.2,36,89,050/-
ٹوٹل	Rs.4,89,14,250/-

اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

بتاریخ	رقم
مئی2008تامئی2009(برائے22سیٹس)	Rs.3,76,80,500/-
جون2009تامئی2010(برائے23سیٹس)	Rs.3,67,90,800/-
ٹوٹل	Rs.7,44,71,300/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں راناصاحب کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے جوابات دیئے ہیں۔ میں صرف ایک بات کروں گا کہ ابھی انہوں نے میرٹ کی بات کی ہے، میں کہوں گا کہ ہمارےHouseمیں بھی میرٹ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! ہمارےHouseمیں اس وقتgenerally meritنہیں ہے کیونکہ قائد حزب اختلاف کے بعد میرٹ پر سینئر منسٹر کا نمبر آتا ہے، جونیئر منسٹر راناصاحب کا نمبر نہیں آتااور ہر بات میں یہspokesmanبن جاتے ہیں۔آخر یہاں میرٹ کیوں نہیں رکھا گیا؟

جناب سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! سینئر منسٹر کی بجائے جونیئر منسٹر جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ میں اس کوoverruleکرتا ہوں۔آپ مہربانی فرما کر ضمنی سوال کریں۔

چودھری عبداللہ یوسف: میں تو یہی کہوں گا کہ سینئر منسٹر کی بجائے جونیئر منسٹر کیوں جواب دہ ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آپ آئین دیکھیں، قانون دیکھیں وہاں پر کوئی منسٹر سینئر ہوتا ہے اور نہ ہی جونیئر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سب کو پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت توQuestion Hourہے وزیر قانون و پارلیمانی امور نے ہیrespondکرنا ہوتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: سینئر کو سینئر ہی سمجھیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان میں2008 سے مئی2010 کے معاوضوں کا پوچھا گیا ہے تو میں معزز وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جون2008 سے فروری2009 تک آٹھ ماہ کا تقریباً2لاکھ 36ہزار775روپے ماہانہ بنتا ہے۔ اسی طرح جون 2009 سے اگست2009 تک تین مہینے کا94ہزار 953روپے ماہانہ بنتا ہے، مارچ 2010 سے مئی2010 تک تین مہینے کا تقریباً6لاکھ 12ہزار25.66ماہانہ بنتا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے معاوضے stable نہیں ہیں، اتنے واضح difference کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ سال مئی2008 سے مئی2010 تک مذکورہ عہدیداران کو حکومتِ پنجاب نے کتنا معاوضہ ادا کیا؟ اس میں معاوضے کے analysis کا ذکر نہیں تھا اگر ہوتا تو اس کا بھی جواب دے دیا جاتا۔ میں یہ سوال اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ جو صاحب ان کو سوال تیار کر کے دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ تیاری بھی کرا دیا کریں۔ جو سوال تھا اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔ یہ fresh question بنتا ہے اس لئے یہ دوبارہ نیا سوال دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اس میں سوال بنانے کی ضرورت نہیں ہے، جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے اور اگر آپ نے ریاضی تھوڑا سا بھی پڑھا ہوا ہے تو آپ خود calculate کر سکتے ہیں کہ per month معاوضہ کیا بنتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کے دو سوال ہو چکے ہیں۔ اب آپ سوال نہیں پوچھ سکتے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے ویسے تو دو ضمنی سوال کر لئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے ایک ہی ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ مجھے معاوضے کی تفصیل تو بتا دیں۔ آپ نے جو figures دیئے ہیں میں اسی کا per month آپ سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ per month اتنا زیادہ difference کیوں ہے؟ یہ معاوضہ آپ نے تحریر کیا ہے میں نے نہیں کیا، میرا سوال بھی معاوضے کے بارے میں ہی ہے۔ اگر مہربانی فرما کر اس کا جواب دے دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو معاوضہ ہوتا ہے اس میں مختلف heads ہوتے ہیں اگر یہ fresh question کر کے پوچھیں تو اس کی تفصیل بھی دے دی جائے گی۔ اب تو انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ مئی 2008 سے مئی 2010 تک کتنا معاوضہ پنجاب حکومت نے ادا کیا؟ اس کی تفصیل ہم نے دے دی ہے جو کہ ٹوٹل 40 لاکھ 15 ہزار 137 روپے دے دیا ہے۔ اگر آپ اس کا analysis چاہتے ہیں یا break up چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے آپ سے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ معاوضہ کی جو تفصیل دی گئی ہے، معاوضہ کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ case to case مختلف معاوضہ ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ perks and privileges ہوتے ہیں یا کیا ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ بچوں والے سوال کر رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انہوں نے پوچھا ہے کہ معاوضہ کیا ہوتا ہے؟ معاوضہ وہ رقم ہوتی ہے جو کسی سرکاری ملازم کو مہینہ کام کرنے کے بعد ادا کی جاتی ہے اس کو معاوضہ کہتے ہیں اور اس معاوضے کو تنخواہ بھی کہا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہی میں پوچھ رہی ہوں کہ ہر مہینے معاوضہ بدل کیوں رہا ہے؟ کبھی 6 لاکھ کسی کو معاوضہ دے رہے ہیں، کبھی 94 ہزار کسی کو معاوضہ دے رہے ہیں ایسا کیوں ہے؟ اگر آپ تنخواہ کو stable نہیں رکھ سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: ہر کیس کی نوعیت کے حساب سے ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: تنخواہ بھی stable نہیں رکھ سکتے ،ان کی تو ہر سال increment لگنی چاہئے، ان کی تنخواہ decrease کیسے ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: یہ کوئی سوال نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میرے اپنے سوال پر تو آپ نے دو سے زیادہ ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں دی، یہاں آپ کئی ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ مجھ پر پابندیاں نہ لگائیں، میں آپ کا پابند نہیں ہوں۔ House میں نے چلانا ہے یا آپ نے چلانا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو معاوضہ ہے وہ پاکستانی روپوں میں ہوتا ہے اور وہ نقد کیش کی صورت میں ہوتا ہے۔اس معاوضے میں تنخواہ کے علاوہ TA/DA بھی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ بھی مختلف heads ہوتے ہیں اور TA/DA میں بعض اوقات فرق آتا ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل کے یا ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کے جو cases عدالتوں میں ہوتے ہیں ان cases کی pendency اور disposal کے حساب سے رقم میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ان ساری چیزوں کو ملا کر جو تنخواہ بنتی ہے اس کو معاوضہ کہتے ہیں اور وہ ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔ شکر ہے چودھری اسد اللہ صاحب خود تشریف لے آئے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں نے تو آج پہلے دن دیکھا ہے کہ آپ اپنے سوال کے لئے آئے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6455 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد۔بہبود آبادی کے مراکز، فنڈز اور اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*6455: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں بہبود آبادی کے کتنے مراکز ہیں؟

(ب) مذکورہ مراکز کو سال09-2008اور سال10۔2009میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) مذکورہ مراکز کو سال09-2008اور سال10۔2009میں کتنی مالیت کی ادویات مہیا کی گئیں؟

(د) مذکورہ مراکز میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(I) فیملی ویلفیئر سنٹرز (فلاحی مراکز)	24
(ii) موبائل سروس یونٹ	02
(iii) مراکز تولیدی صحت	02

(ب) سال09-2008میں فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	فلاحی مراکز	7.379ملین روپے
(ii)	موبائل سروس یونٹ	0.758ملین روپے
(iii)	مراکز تولیدی صحت	1.476ملین روپے
	کل فنڈز	9.613ملین روپے

(6.426ملین روپے تنخواہوں کی مد میں اور3.187ملین روپے دیگر اخراجات)

سال10-2009میں فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	فلاحی مراکز	14.984ملین روپے
(ii)	موبائل سروس یونٹ	1.252ملین روپے
(iii)	مراکز تولیدی صحت	2.264ملین روپے
	کل فنڈز	18.500ملین روپے

(14.504ملین روپے تنخواہوں کی مد میں اور3.996ملین روپے دیگر اخراجات)

کل فنڈز برائے سال09-2008اور10-2009،28.113ملین روپے

(ج) دفتر ہذا کو09-2008کے دوران ڈائریکٹوریٹ جنرل پنجاب نے جو ادویات فراہم کیں ان کی مالیت0.374 ملین روپے تھی جبکہ سال10-2009 میں کوئی ادویات نہیں خریدی گئیں۔

(د)

	کمپونینٹ(Component)	منظور شدہ اسامیاں
(i)	ایڈمن	24
(ii)	تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس	06
(iii)	موبائل سروس یونٹ پراجیکٹ	08
(iv)	فلاحی مراکز	120
(v)	میل موبیلائزرز	42
(vi)	مرکز تولیدی صحت (حافظ آباد)	10
(vii)	مرکز تولیدی صحت (پنڈی بھٹیاں)	10
	کل تعداد	220

	کمپونینٹ(Component)	خالی اسامیاں
(i)	ایڈمن	01
(ii)	تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس	03
(iii)	موبائل سروس یونٹ پراجیکٹ	04
(iv)	فلاحی مراکز	14
(v)	میل موبیلائزرز	06
(vi)	مرکز تولیدی صحت (حافظ آباد)	03
(vii)	مرکز تولیدی صحت (پنڈی بھٹیاں)	06
	کل تعداد	40

(ان میں گریڈ01تا05کی08اسامیاں خالی ہیں جن کے انٹرویو کا پراسس مکمل ہو چکا ہے اور مستقبل قریب میں منتخب امیدواروں کے تقرری کے خطوط ارسال کر دیئے جائیں گے)

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! ضلع حافظ آباد میں چالیس اسامیاں خالی ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت یہ اسامیاں کب تک fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کرنا بھی چاہتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وہ ساری باتیں بتا چکے ہیں لیکن آپ تھوڑی تاخیر سے آئے ہیں اب میں کیا کہوں؟ محترمہ! ذرا دوبارہ بتادیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! انہوں نے جز (د) کا جواب پوچھا ہے کہ کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کتنی پر recruitment ہو چکی ہے۔ جب یہ جواب موصول ہوا تھا تو اس

وقت گریڈ ایک تا پانچ تک کی جو آٹھ اسامیاں خالی تھیں ان پر انٹرویو کا process مکمل ہو چکا تھا لیکن اس وقت تک ان کی تقرری کے خطوط ارسال نہیں کئے گئے تھے۔اب ان کا present status یہ ہے کہ ان آٹھ اسامیوں پر recruitment کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور باقی 23 اسامیوں پر ابھی تک حکومت پنجاب کی طرف سے ban ہے، جونہی ban lift ہو گا اس کے بعد recruitment کا عمل دوبارہ سے شروع کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے، جنہوں نے اس پر محنت کی ہے ان کو تو بات کرنے دیں۔جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! حکومت کب تک ban lift کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے چکی ہوں کہ انہوں نے جو آٹھ اسامیوں کا ذکر کیا ہے یہ fill ہو چکی ہیں اور ان پر recruitment کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور باقی جو سکیل پانچ سے اوپر کی اسامیاں ہیں ان پر حکومت پنجاب کی طرف سے ban ہے، جونہی ban lift ہو گا اس کے بعد ان اسامیوں پر recruitment کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

چودھری محمد اسد اللہ: جی، شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے، تشریف فرما ہیں؟۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔چودھری صاحب! آپ کا ایک اور سوال بھی ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6456 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نس بندی سے متعلقہ تفصیلات

*6456: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نس بندی کروانے پر کوئی وظیفہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو کتنا اور کیا اس میں خواتین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ وظیفہ صوبے کے تمام اضلاع میں دیا جاتا ہے؟

(ج) نس بندی کروانے کے لئے عمر کی حد کیا ہے؟

(د) کیا نس بندی کی رقم صوبائی سطح پر یا ضلع کی سطح پر خرچ کی جاتی ہے نیز سال09۔2008 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ نس بندی کروانے پر ہر مرد کو -/500روپے ادا کئے جاتے ہیں۔ نس بندی کا آپریشن صرف مردوں کے لئے ہوتا ہے جبکہ خواتین کے لئے نل بندی کا آپریشن ہوتا ہے جس کے لئے -/250روپے فی خاتون ادا کئے جاتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! مذکورہ شرح سے رقم صوبے کے تمام اضلاع میں دی جارہی ہے۔

(ج) نس بندی کروانے کے لئے عمر کی کوئی حد نہیں ہے کوئی بھی ایسا کلائنٹ جس کے کم از کم دو بچے ہوں اور چھوٹے بچے کی عمر ایک سال سے زیادہ ہو اور جو یہ سمجھتا ہو کہ اس کا خاندان مکمل ہو چکا ہے نس بندی کروا سکتا ہے۔

(د) جی ہاں! نس بندی کی رقم صوبائی اور ضلع دونوں سطح پر خرچ کی جاتی ہے۔09-2008 میں نس بندی کی مد میں -/4770000روپے اور نل بندی کی مد میں -/21612500روپے ادا کئے گئے ہیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! نس بندی کے لئے جو وظیفہ مقرر کیا گیا ہے یہ آج کے حالات کے مطابق کم ہے۔ کیا حکومت اس کا وظیفہ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): آپ نے پوچھا ہے کہ وظیفہ کم ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ وظیفہ کم ہے کیا حکومت اس میں اضافہ کرنا چاہتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اسے تھوڑا سا clear کر دوں کہ یہ وظیفہ نہیں ہے کیونکہ وظیفہ تو ماہانہ بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ یہ incentive ہے جو client کو ایک مرتبہ ہی دیا جاتا ہے، جو contraceptive surgery کراتے ہیں یا جو vasectomy کراتے ہیں

انہیں یہincentiveایک مرتبہ ہی دیا جاتا ہے۔اسے بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت محکمے کے پاس فنڈز بالکل موجود نہیں ہیں اور یہ رقم بھی2010سے ختم کر دی گئی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!نس بندی غیر شرعی ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!یہ نس بندی غیر شرعی ہے۔کیا حکومت یا ڈیپارٹمنٹ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اس غیر شرعی فعل کو بند کیا جائے؟

جناب سپیکر:جی،بسم اللہ آپ تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):جناب سپیکر!میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر:شاباش۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔گلبرگ ٹاؤن میں محکمہ بہبود آبادی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4826:محترمہ نسیم لودھی:کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ کے کل کتنے دفاتر ہیں نیز یہ دفاتر کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے ان کے نام،عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) گلبرگ ٹاؤن میں ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل دفاتر/مراکز ہیں۔

1- تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس لاہور سٹی۔

2- موبائل سروس یونٹ،ماڈل ٹاؤن لاہور

3- مرکز تولیدی صحت سروسز ہسپتال،لاہور
4- فلاحی مرکز(تعداد13)

نوٹ: درج بالا دفاتر/مراکز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دفاتر/فلاحی مراکز میں عملہ کی کل تعداد 77 ہے جن کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ پراسیکیوشن میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3101: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) مالی سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران کتنی گاڑیاں اس محکمہ کے لئے خرید کی گئیں؟

(ج) یہ گاڑیاں کس کس کمپنی سے کتنی رقم میں خرید کی گئیں نیز یہ کتنے سی سی کی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے پاس کل 69 گاڑیاں ہیں جن میں 11 گاڑیاں انتظامی محکمہ اور 58 گاڑیاں اس کے ملحقہ ادارے پراسیکیوٹر جنرل پنجاب کے آفس میں ہیں۔

(ب) مالی سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے لئے کل 57 گاڑیاں خریدی گئیں۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ پراسیکیوشن کے قیام کے مقاصد و دیگر تفصیلات

*3102: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) لاہور میں اس کے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ج) سال 2007-08 اور 2008-09 اس محکمہ کے بجٹ کی تفصیل مدوار بیان کریں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟

(ہ) محکمہ ہذا میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پُر اور کتنی خالی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

- ❖ عوام کی بھلائی کے لئے فوجداری مقدمات کے حوالے سے ایک آزاد، غیر جانبدار شفاف اور با اثر سروس کا قیام۔
- ❖ ریاست کی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے مظلوم عوام کو زیادتیوں سے بچانا اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا۔
- ❖ سستے انصاف تک عوام کی رسائی کے لئے حکومت کے مختلف اداروں کے درمیان تعاون و ہم آہنگی کو بڑھانا۔

(ب) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کے کچھ دفاتر سول سیکرٹریٹ کے اندر ہیں اور کچھ دفاتر ایک کرائے کی عمارت واقع فرید ٹاور 19۔ ٹیمپل روڈ پر ہیں۔

(ج) محکمہ پبلک پراسیکیوشن اور اس کے ملحقہ ادارے پراسیکیوٹر جنرل پنجاب کے بجٹ کی تفصیل علی الترتیب ضمیمہ (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ پبلک پراسیکیوشن کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح ہے اس لئے آمدن کا سوال محکمہ سے متعلقہ نہ ہے۔

(ہ) محکمہ پبلک پراسیکیوشن میں گریڈ 17 اور اس کے اوپر کی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ بہبود آبادی فیصل آباد کو بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7078: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع فیصل آباد کو سال 09-2008 اور 10-2009 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کو ٹی اے / ڈی اے کے سلسلے میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلوں پر خرچ ہوئی؟

(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع فیصل آباد میں فراہم کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	فراہم کردہ رقم
2008-09	72057927/- روپے
2009-10	53957000/- روپے

(ب) ضلع فیصل آباد میں خرچ اور surrender کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ کردہ رقم	سرنڈر کی گئی رقم
2008-09	72284446/- روپے	Nil
2009-10	82047490/- روپے	Nil

(ج) ضلع فیصل آباد میں ملازمین/افسران کی تنخواہوں کی مد میں خرچ کردہ رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تنخواہوں کی مد میں اخراجات
2008-09	62979922/- روپے
2009-10	72930818/- روپے

(د) سرکاری ملازمین اور افسران کو ٹی اے/ڈی اے کے سلسلے میں اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

	سال	ٹی اے/ڈی اے
ملازمین	2008-09	348252/- روپے
	2009-10	436153/- روپے
افسران	2008-09	238456/- روپے
	2009-10	189795/- روپے

(ہ) سال 2008-09 اور 2009-10 میں ضلع فیصل آباد میں سرکاری گاڑیوں کی خرید پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(و) ضلع فیصل آباد میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت مع پٹرول وغیرہ پر خرچ تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	گاڑیوں کی مرمت	پٹرول
2008-09	261581/-	793116/-
2009-10	99485/-	1173313/-
کل رقم(روپے)	361066/-	1966429/-

(ز) ضلع فیصل آباد میں یوٹیلٹی بلوں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	کل خرچ
2008-09	640453/-روپے
2009-10	536188/-روپے

(ح) ضلع فیصل آباد میں ترقیاتی منصوبوں (مرکز تولیدی صحت سمندری کی تعمیر) پر کل 241000/-روپے خرچ کئے گئے۔

پبلک پراسیکیوشن کے قیام کے مقاصد ودیگر تفصیلات

*3479: ملک جہانزیب وارن: کیاوزیر پبلک پراسیکیوشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پبلک پراسیکیوشن کے قیام کے مقاصد کیاہیں؟

(ب) اس کی سال2006سے آج تک کی کارکردگی کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ محکمہ عوام کو کیاریلیف یاخدمت فراہم کررہاہے؟

(د) اس محکمہ کے سال08۔2007اور09۔2008کے بجٹ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف)

- عوام کی بھلائی کے لئے فوجداری مقدمات کے حوالے سے ایک آزاد، غیر جانبدار شفاف اور بااثر سروس کا قیام۔
- ریاست کی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے مظلوم عوام کو زیادتیوں سے بچانااور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا۔
- سستے انصاف تک عوام کی رسائی کے لئے حکومت کے مختلف اداروں کے درمیان تعاون وہم آہنگی کو بڑھانا۔

(ب) محکمہ پبلک پراسیکیوشن نے باقاعدہ طور پر کام کا آغاز یکم جنوری2007 سے کیا اس لئے اس محکمہ کی یکم جنوری2007 سے یکم جون2009 تک کی کارکردگی ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس محکمے کا بنیادی مقصد فوجداری مقدمات کے حوالے سے صوبے کے مظلوم عوام کو انصاف دلاتے ہوئے ان کو زیادتیوں سے بچانا ہے مزید یہ محکمہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دلوانے میں پیش پیش ہے۔

(د) محکمہ پبلک پراسیکیوشن اور اس کے ملحقہ ادارے پراسیکیوٹر جنرل پنجاب کے بجٹ کی تفصیل علی الترتیب ضمیمہ (ب)اور(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نس بندی کروانے کی تفصیلات

*7080:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نس بندی کروانے پر /5000روپے کا وظیفہ دیا جارہا ہے کیا اس میں خواتین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ وظیفہ صوبہ کے تمام اضلاع کے لئے ہے یا مخصوص شہروں / سنٹروں میں دیا جارہا ہے؟

(ج) کیا نس بندی کروانے کے لئے عمر کی قید ہے اگر ایسا ہے تو کس عمر کے افراد کو نس بندی کروانے پر وظیفہ دیا جاتا ہے؟

(د) ضلع خانیوال میں2009 میں نس بندی کروانے والے مرد و خواتین کی تعداد اور وظیفہ کی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا نس بندی کی رقم صوبائی سطح پر یا ضلع کی سطح پر خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) یہ درست نہ ہے۔البتہ حکومتی پالیسی کے مطابق نس بندی کروانے والے ہر شخص کو آپریشن کے فوراً بعد صرف ایک بار-/500روپے (مبلغ پانچ صد روپے)اور نل بندی کروانے والی خواتین کو اسی مد میں-/250روپے (مبلغ دو صد پچاس روپے)دیئے جاتے تھے۔مالی بحران کی وجہ سے یکم جولائی2010 سے اس رقم کو ختم کر دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا رقم پنجاب بھر میں بلاتفریق ہر اس مرد اور عورت کو دی جاتی تھی جو محکمہ بہبود آبادی کے مراکز اور محکمہ بہبود آبادی کے تعاون سے چلنے والی غیر سرکاری تنظیموں کے مراکز سے مانع حمل آپریشن کرواتے تھے۔

(ج) نس بندی کے لئے عمر کی کوئی قید نہ ہے۔یہ ایک جراحی عمل اور مستقل مانع حمل طریقہ ہے۔ نس بندی کروانے والے شخص کو حقیقتاً اس بات کا ادراک ہونا چاہئے کہ اس کا خاندان مکمل ہو چکا ہے اور نس بندی کروانے کے بعد وہ مزید اولاد پیدا نہ کر سکے گا۔
نس بندی کروانے والے ہر عمر کے شخص کو۔/500روپے (مبلغ پانچ صد روپے) صرف ایک بار دیئے جاتے تھے اور یہ یکم جولائی2010 سے بند کر دیا گیا ہے۔

(د) ضلع خانیوال میں 2009 میں نس بندی اور نل بندی کروانے والے مرد و خواتین کی تعداد 7199 تھی جن میں 127 مردانہ نس بندی اور 7072 زنانہ نل بندی کے کیسز تھے اور ان کو۔/1831500روپے ادا کئے گئے۔

(ہ) نس بندی اور نل بندی کی رقم محکمہ بہبود آبادی کے لئے ہر ضلع اور تحصیل کی سطح پر موجود مراکز صحت توالد اور محکمہ کے تعاون سے چلنے والی غیر سرکاری تنظیموں کے مراکز پر صوبائی حکومت کی زیر نگرانی خرچ کی جاتی ہے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ کے مراکز صحت وہسپتالوں کی تفصیلات

*7388: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ بہبود آبادی کے کتنے مراکز صحت اور ہسپتال ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) یکم جنوری2009 سے آج تک ان مراکز صحت اور ہسپتالوں سے کل کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ بہبود آبادی کے زیر انتظام ایک مرکز تولیدی صحت، ایک موبائل سروس یونٹ اور 17 فلاحی مراکز ہیں۔ضلع چنیوٹ میں محکمہ بہبود آبادی کے زیر انتظام مراکز صحت وہسپتالوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) مرکز تولیدی صحت، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا روڈ چنیوٹ

(ب) موبائل سروس یونٹ، تحصیل کمپلیکس آفس، نزد بوائز کالج فیصل آباد چنیوٹ روڈ، چنیوٹ

(ج)فلاحی مراکز

1- مکان نمبر417آر ایچ بلاک نمبر2، چنیوٹ سٹی
2- تحصیل کمپلیکس آفس، نزد بوائز کالج فیصل آباد چنیوٹ روڈ، چنیوٹ
3- چک نمبر139، جھوک ملیہ
4- بھوانہ، نزد نیشنل بنک آف پاکستان، جھنگ چنیوٹ روڈ
5- موضع سلیمان کلروالا، جھنگ چنیوٹ روڈ
6- محلہ احمد پورہ، سالار روڈ
7- رجوعہ سادات، نزد گورنمنٹ ہائی سکول
8- موضع احمد نگر، چنیوٹ سرگودھا روڈ
9- مکان نمبر10 /2دارالبرکات، چناب نگر
10- لالیاں نمبر ا، نزد گرلز ہائی سکول
11- لالیاں نمبر2، محلہ عیدگاہ، گلی آغاوالی
12- موضع دلہ، لالیاں، جھنگ روڈ
13- چک نمبر125جیپ، چک جھمرہ روڈ
14- موضع ہرسہ شیخ، چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں روڈ
15- چک نمبر195
16- چک نمبر131، لونے والا
17- موضع کلری، نزد گرلز ہائی سکول، جھنگ لالیاں روڈ

(ب) ضلع چنیوٹ میں یکم جنوری2009 سے آج تک محکمہ بہبود آبادی کے مراکز سے 105600 مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔

لاہور میں محکمہ بہبود آبادی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*7628: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں محکمہ بہبود آبادی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ پر قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال2008 سے آج تک کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت لاہور میں محکمہ ہذ کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو سال2008 سے آج تک کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) محکمہ ہذا کے تحت کل کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز لاہور میں کام کر رہی ہیں اور ان کو حکومت کی طرف سے کون کون سی ڈیوٹی سونپی گئی ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) لاہور میں محکمہ بہبود آبادی کے مندرجہ ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:۔

1- ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفس 88ایم گلبرگ IIIلاہور

2- تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس، لاہور کینٹ / سٹی، 57اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

(ب) محکمہ بہبود آبادی کا بجٹ ترقیاتی فنڈز میں سے آتا ہے۔ جبکہ غیر ترقیاتی بجٹ سے فنڈز کی فراہمی نہ ہے۔ ضلع لاہور کے دفاتر کے سال2008 سے آج تک کے ترقیاتی اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفس، لاہور

مالی سال	ترقیاتی اخراجات
2008-09	5.154ملین
2009-10	7.717ملین
2010-11	5.928ملین(30-11-2010تک)

2- تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس، لاہور کینٹ / سٹی

مالی سال	ترقیاتی اخراجات
2008-09	1.956ملین
2009-10	1.912ملین
2010-11	0.429ملین(30-11-2010تک)

(ج) محکمہ بہبود آبادی میں ہسپتال اور ڈسپنسریاں نہ ہیں البتہ 8مراکز تولیدی صحت مندرجہ ذیل ہسپتالوں میں قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- لیڈی ولنگڈن ہسپتال، لاہور

2- سروسز ہسپتال، لاہور

3- لاہور جنرل ہسپتال، لاہور

4- سرگنگارام ہسپتال، لاہور

5- لیڈی ایچی سن ہسپتال،لاہور
6- فاطمہ میموریل ہسپتال،لاہور
7- جناح ہسپتال لاہور
8- ویزیکٹومی سنٹر میو ہسپتال قائم مقام سرگنگارام ہسپتال،لاہور اس کے علاوہ ضلع لاہور میں 101 فلاحی مراکز اور 02 موبائل سروس یونٹس کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل (الف)اور(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مراکز تولیدی صحت:(RHS "A" Centers)

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2008-09	32.849ملین
2009-10	33.249ملین
2010-11	7.809ملین(30-11-2010تک)

موبائل سروس یونٹس(MSUs)

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2008-09	1.572 ملین
2009-10	1.788ملین
2010-11	0.520ملین(30-11-2010تک)

فلاحی مراکز(101) (Family Welfare Centers)

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2008-09	47.944ملین
2009-10	58.824ملین
2010-11	19.528ملین(30-11-2010تک)

(ہ) محکمہ بہبود آبادی پنجاب میں لیڈی ہیلتھ ورکرز تعینات نہ ہیں۔البتہ اس وقت ضلعی آفیسر بہبود آبادی لاہور کے زیر اہتمام 101 فیملی ویلفیئر ورکرز(BS-08)/فیملی ویلفیئر کونسلرز (BS-11)کام کر رہی ہیں اور ان کا کام انتظام و نگرانی، خاندانی منصوبہ بندی، زچہ کی دیکھ بھال اور بچے کی نگہداشت کرنا ہے۔

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،جناب!آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!آج ملتان میں ایک بہت بڑاواقعہ ہوا ہے میں اس پر جناب کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!وزیر قانون صاحب سے متعلقہ بات ہے پلیز ان کو بات سننے دیں۔ رانا صاحب!ان کی بات غور سے سنیں۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!آج صبح گلشن مارکیٹ ملتان میں دو کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے،ساتھ ہی پولیس کا ناکا لگا ہوا تھا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔لاء منسٹر صاحب!آپ نے جواب دینا ہے،ان کی بات غور سے سنیں۔ جی،چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!آج صبح گلشن مارکیٹ ملتان میں ایک ڈکیتی ہوئی ہے جس میں ڈاکوؤں نے پانچ چوکیداروں اور دو پولیس والوں کو باندھ کر تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونا لوٹ لیا۔ تقریباً سو فٹ پر پولیس کا ناکا بھی لگا ہوا تھا اور لوگ ایک گھنٹہ تک مسلسل ون فائیو پر کالیں کرتے رہے لیکن وہ نمبر busy رہا یا تو انہوں نے صبح کے وقت رسیور اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ وہ مسلسل ون فائیو busy رہا وہاں سے تھانہ آدھے کلو میٹر پر ہے لیکن پھر بھی ڈی ایس پی کے call کرنے اور واردات کی اطلاع ہونے کے باوجود ایس ایچ او پون گھنٹہ لیٹ آیا۔اس وقت ملتان میں RPO اور DIG ایڈمن کی سیٹیں خالی ہیں میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ ہمارے کہنے پر نہیں لگانے تو نہ لگائیں لیکن وہاں امن وامان کی صورتحال بہت ابتر ہے اسے بہتر کرنے کے لئے RPO اور DIG ایڈمن فی الفور لگائے جائیں اور اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر:حضرت!آپ کوئی طریقہ تو بنائیں،لکھ کر لائیں۔آپ نے تو پوائنٹ آف آرڈر پر لمبی چوڑی تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!یہ پولیس کی ناک کے نیچے دو کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اس کی انکوائری کرائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ کوئی چیز لکھ کر لائیں میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیا تھا لیکن آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! لوگوں میں اشتعال پایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وحید ارائیں صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر جتنی بات فرمائی ہے وہ یہ خود لکھ کر دے دیں تو مناسب ہے ورنہ میں انہیں اپنا سٹاف فراہم کر دیتا ہوں وہ یہ چیز توجہ دلاؤ نوٹس کی شکل میں دیں۔ سوموار کو توجہ دلاؤ نوٹس کی turn ہے، سوموار کو ڈی پی او کو بلا لیں گے اور باقی متعلقہ لوگ جن کی یہ بات کر رہے ہیں انہیں بھی بلا لیں گے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے اگر اس قسم کی کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو نہ صرف اس کا ازالہ کروائیں گے بلکہ جو آدمی ذمہ دار ہے اس کے خلاف کارروائی بھی ہو گی لیکن صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے سے سارا معاملہ cover نہیں ہو سکے گا اس لئے یہ مہربانی فرما کر توجہ دلاؤ نوٹس دے دیں اور توجہ دلاؤ نوٹس کا مقصد بھی یہی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 956/10 ہے۔ چیمہ صاحب! آپ اس کو پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ممبران اور Chair کی عمدہ کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ ہماری پچھلی تمام تحاریک التوائے کار ختم ہو گئی ہیں۔ کل بھی ساری تحاریک fresh تھیں اور آج بھی جو تحاریک التوائے کار آئی ہیں ان کے notices مجھے پانچ منٹ پہلے موصول ہوئے ہیں اس لئے ان کا جواب departments کی طرف سے next week میں ہی آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے لیکن چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اپنی تحریک پڑھ تو لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو وزیر اعلیٰ کی جانب سے سرکاری رہائش گاہ کی خلاف پالیسی الاٹمنٹ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "المشرق" مورخہ 21۔دسمبر 2010 کے مطابق ایوان وزیر اعلیٰ نے سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ خواجہ محمد شریف کو جی او آر میں موجود سرکاری رہائش گاہ الاٹ کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ ذرائع کے مطابق لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد فوری طور پر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے لئے بلحاظ عہدہ (Designation) سرکاری رہائش گاہ 11۔ایکمن روڈ کو نئے چیف جسٹس لاہور کے لئے خالی کر دیا۔ وہ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ لاہور ہائیکورٹ کے پول پر موجود سرکاری رہائش گاہ 3۔ٹولنٹن لین جی او آر میں شفٹ ہو گئے اور ان کے نئے گھر میں شفٹ ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے سیکرٹری کی جانب سے ایک ڈائریکٹو سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کو موصول ہوا جس میں ہدایت کی گئی کہ سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو جی او آر میں واقع رہائش گاہ 3۔ٹولنٹن لین الاٹ کر دی جائے۔ ڈائریکٹو موصول ہونے پر ایس اینڈ جی اے ڈی کے ذمہ دار پریشان ہو گئے۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے ایوان وزیر اعلیٰ کے لئے ایک سمری تیار کی گئی جس میں قرار دیا گیا کہ ایک ریٹائرڈ سرکاری شخص قواعد کے تحت چھ ماہ تک مذکورہ سرکاری رہائش اپنے پاس رکھ سکتا ہے جبکہ اس کے بعد اس میں مزید دو ماہ کی توسیع بھی ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب دینے کے مجاز ہیں چونکہ خواجہ شریف نے جو رہائش گاہ خالی کی ہے وہ ایک designated house تھا جبکہ انہوں نے جو متبادل رہائش گاہ حاصل کر کے وہاں رہائش رکھ لی ہے وہ لاہور ہائیکورٹ کے پول میں موجود گھروں میں سے ایک گھر ہے لہذا قواعد کے تحت سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اس گھر کو خواجہ محمد شریف کو الاٹ نہیں کر سکتا جبکہ G.O.R-I میں پہلے ہی گھروں کی کمی ہے اور دوسری جانب قواعد کے برعکس خواجہ محمد شریف کو لاہور ہائیکورٹ کے پول میں سے موجود گھر الاٹ کرنے سے قباحتیں بھی پیدا ہو سکتی ہیں لہذا فیصلہ کرنے سے پہلے دیکھ لیا جائے تاکہ لاہور ہائیکورٹ اور حکومت پنجاب کے مابین کوئی قباحت پیدا نہ ہو سکے۔ چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے اپنے نوٹ میں تجویز کیا گیا کہ اگر سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ خواجہ محمد شریف کو security خدشات کے پیش نظر accommodate کرنا مقصود ہے تو

پھر ان کی ذاتی ڈیفنس میں واقع رہائش گاہ پر security کے خاطر خواہ انتظامات کئے جا سکتے ہیں جس کے بعد سمری ایوان وزیر اعلیٰ کو ارسال کر دی گئی۔چند روز بعد سمری سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ کی جانب سے ایک بار پھر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو واپس بھجوا دی گئی جس میں تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر مبنی نوٹ موجود تھا جس کے اختتام میں ایس اینڈ جی اے ڈی احکام پر واضح کیا گیا ہے کہ سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ خواجہ محمد شریف کے زیر استعمال رہائش 3۔ٹولنٹن لین G.O.R-I الاٹ کر دی جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس طرح کے احکامات سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس حوالے سے محکمہ کی طرف سے تو جواب next week میں آئے گا لیکن جو معاملہ انہوں نے اس تحریک میں اٹھایا ہے یہ میرے knowledge میں ہے اس لئے میں ریکارڈ پر دو، تین چیزیں رکھنی چاہوں گا۔

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ rules کے مطابق کسی بھی آفیسر کو خواہ اس کا تعلق جوڈیشری یا ایگزیکٹو سے ہو اسے بعد از ریٹائرمنٹ چھ ماہ تک گھر رکھنے کی اجازت ہے اور اس سے زیادہ عرصہ وہ گھر نہیں رکھ سکتا لیکن rules کے مطابق ہی چیف منسٹر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان rules کو relax کر کے in public interest کسی کو رہائش زیادہ دیر رکھنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ریٹائرڈ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ خواجہ محمد شریف صاحب نے چونکہ کچھ ایسے cases سنے ہیں جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل تھے اور اس کی وجہ سے ان کی زندگی کو threat تھا۔یہ threat by all intelligence agencies confirmed تھا اس بنیاد پر انہوں نے یہ درخواست کی کہ انہیں کچھ عرصہ کے لئے عارضی طور پر جی او آر میں رہائش رکھنے کی اجازت دی جائے۔وزیر اعلیٰ rules کے مطابق وہ اس بات کے لئے competent تھے اور انہوں نے اپنے حاصل اختیارات کے تحت ہی انہیں اس بات کی اجازت دی۔جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ ان کی ذاتی رہائش پر security کا خاطر خواہ انتظام کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ ہاں، وہاں پر security کا انتظام کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہاں پر اس level کا انتظام کیا جائے تو اس وجہ سے وہاں پر رہنے والے دیگر لوگوں کے لئے بے پناہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ان کے آمنے سامنے، دائیں بائیں، آگے پیچھے جو لوگ رہائش پذیر ہیں ان کے لئے بے پناہ مشکلات

پیدا ہو جائیں گی بلکہ جس locality میں ایسا گھر ہوتا ہے وہ پوری locality disturb ہوتی ہے اس لئے ان لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے عارضی طور پر ان کو یہ گھر الاٹ کیا ہے۔یہاں پر ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ایک سابق چیف سیکرٹری حفیظ اختر رندھاوا ہوا کرتے تھے۔ایک سیاسی جماعت جس کو جنرل پرویز مشرف نے اپنے دوست کے کہنے پر بنایا تھا وہ اس کے candidates کے انٹرویو بھی کرتے رہے۔جب وہ retire ہوئے تو انہیں ان خدمات کے صلے میں تین سال تک جی او آر میں گھر رکھنے کی اجازت دی گئی تھی حالانکہ ان کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔وہ ریٹائرمنٹ کے بعد تین سال تک وہاں پر رہائش پذیر رہے۔اسی طرح ایک ڈی آئی جی جاوید شاہ تھے، ایک دہشت گرد کو encounter کرنے میں ان کا role تھا اور ان کی زندگی کو بھی خطرہ تھا جس کی وجہ سے انہیں ریٹائرمنٹ کے بعد اسی جی او آر میں دو سال تک اس وقت کے چیف منسٹر نے گھر retain کرنے کی اجازت دی تھی اس لئے یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس پر اس قسم کی hike create کی جائے۔باقی محکمہ کی طرف سے جب اس تحریک کا جواب موصول ہو گا تو میں وہ بھی عرض کر دوں گا۔یہ بات چونکہ اس وقت معزز ایوان کے سامنے رکھی گئی اس لئے اس کا جواب دینا ضروری تھا۔میں درخواست کروں گا کہ اس تحریک کو آپ next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: next week کا کیا مطلب ہے؟کیا اس کو next Monday, Tuesday یا Thursday تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آج جمعہ ہے اور اس کے بعد Monday کو اجلاس ہو گا اس لئے آپ اس کو Thursday تک pending فرمادیں۔اسی طرح باقی تحاریک بھی پڑھنے کے بعد pending ہوں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس تحریک کو next Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ موجود نہیں ہیں اگر ان کی طرف سے کوئی درخواست نہیں آئی تو پھر یہ dispose of ہو گی کیونکہ یہ rules کی بات ہے اور rules سب پر apply ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/6 انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔

حکام کے غلط فیصلے سے محکمہ خوراک کو پی پی بیگز کی فروخت سے مالی نقصان کا خدشہ

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 3۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق محکمہ خوراک نے گندم محفوظ کرنے والے 50 کلو کے پی پی بیگز کے پرانے سٹاک کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت -/20 روپے والا بیگ -/15 روپے میں فروخت کیا جارہا ہے۔اس طرح حکومتی خزانے کو لاکھوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔اس سٹاک کو ختم کرنے کی وجہ یہ بتائی جارہی ہے کہ یہ بیگز غیر معیاری ہیں اور زمیندار اس کو -/20 روپے میں خریدنے پر آمادہ نہیں جبکہ محکمہ خوراک نے ان غیر معیاری بیگز کی خریداری کے ذمہ داران کے خلاف کوئی انکوائری نہیں کی۔پنجاب کے محکمہ خوراک کے اس غیر ذمہ دارانہ فعل اور عوامی مفادات کو نقصان پہنچانے پر عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا۔اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ قمر عامر چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ خدیجہ عمر! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

لاہور میں اربن و دیگر ٹرانسپورٹروں کا از خود کرایہ بڑھانے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 3۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق لاہور میں اربن ٹرانسپورٹ اور دیگر

ٹرانسپورٹ مالکان نے از خود -/2روپے فی سٹاپ اضافہ کر دیا ہے اور اکثر مقامات پر مسافروں اور ٹرانسپورٹروں کے اس اضافہ پر جھگڑے ہو رہے ہیں۔اس غیر قانونی اضافہ پر کوئی حکومتی رد عمل نہیں آیا۔ جس کی وجہ سے کسی بھی وقت امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ٹرانسپورٹروں کی اپنے من مانے طور پر کرایہ بڑھانے سے عوام میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس کا جواب نہیں آیا۔اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، جناب طاہر اقبال چودھری صاحب اور حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی طرف سے ہے۔جی، طاہر اقبال چودھری صاحب!آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

لاہور میں خاتون سے نوجوانوں کی اجتماعی زیادتی

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 6۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق قصور کے نواح میں سات درندہ صفت نوجوانوں نے خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی۔ تفصیلات کے مطابق چک نمبر 25 کی کوثر پروین رشتہ داروں سے ملنے اپنی والدہ کے ہمراہ لاہور گئی اور لاہور سے واپسی پر گاؤں جانے کے لئے بس سٹاپ پر کھڑی ہوئی تھی کہ اس دوران سات مسلح ملزمان وہاں آ گئے۔انہوں نے پہلے کوثر پروین کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کی اور جب اس کی والدہ نے ملزمان کو بُرا بھلا کہا تو مسلح سات ملزمان نے دونوں کو زبردستی اپنی گاڑیوں میں پھینکا اور ایک بھٹہ خشت پر لے جا کر بوڑھی والدہ کو ایک کمرے میں بند کرنے کے بعد کوثر پروین کو زیادتی کا نشانہ بناتے رہے۔ملزمان بعد ازاں لڑکی اور اس کی ماں کو ایک ویران جگہ پر پھینک کر فرار ہو گئے۔اس خبر سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ معاملہ کی سنگینی کے پیش نظر یہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 28/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ٹی ایم اے قصور کی جانب سے شہر میں کوئی وجہ بتائے بغیر متعدد دکانوں کو سیل (Seal) کرنے سے دکانداروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی نیشن" مورخہ 4۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق ٹی ایم اے قصور نے شہر بھر میں مبینہ طور پر غیر قانونی گھروں دکانوں اور گوداموں کو سیل کر دیا ہے جس سے ایک طرف بے شمار خاندانوں کو سڑکوں پر دھکیل دیا گیا اور دوسری طرف ان دکانوں اور گوداموں میں کام اور کاروبار کرنے والوں سے ان کے منہ کا نوالہ چھین لیا گیا۔ ان دکانوں اور گوداموں میں اشیائے خوردنی تباہ ہو رہی ہیں۔ ان مکینوں نے کہا ہے کہ ان میں سے بہت سارے گزشتہ سو برس سے وہاں رہائش پذیر ہیں اور دکانیں چلا رہے ہیں اور ٹی ایم اے ان سے کرایہ وصول کر چکا ہے۔ متاثرین نے احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے اپیل کی ہے کہ ٹی ایم اے قصور کی اس زیادتی پر فوری کارروائی کرتے ہوئے ان سیل بند گھروں، دکانوں اور گوداموں کو unseal کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے چٹ آئی ہے اس لئے اسے Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 32/2011 محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ای ڈی او ایجوکیشن گجرات کی کرپشن کا انکشاف

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 7۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق EDO ایجوکیشن گجرات کی کروڑوں کی white collar کرپشن کا حکام کو فوری نوٹس لینا چاہئے۔ اس مبینہ کرپشن کی چند مثالیں سکول کونسلز کے کروڑوں کے فنڈز جن کو سکول کونسلز کے ذریعہ سربراہان کی نگرانی میں سکولوں کے مفادات میں خرچ ہونا تھا۔ ای ڈی او نے اپنے کارندوں / اہلکاروں کے ذریعے ناجائز استعمال کر کے اپنی مرضی کے مطابق کارروائیاں بنا کر سربراہان ادارہ سے دستخط کروائے اور کروڑوں روپے کا فرنیچر اپنی منشا کے مطابق سپلائی کیا۔ اس طرح کروڑوں روپے کا غبن کیا۔ مڈل اور پرائمری کے امتحانات میں اپنے ماتحت عملے کی ملی بھگت سے سکولوں سے مختلف حیلوں اور بہانوں سے ہر سال لاکھوں روپے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ سکول والے وہ رقم بچوں سے اکٹھی کر کے دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے شور تو اٹھتا ہے مگر کوئی شنوائی نہ ہونے کی وجہ سے دب جاتا ہے۔ گزشتہ امتحانات کے لئے ملنے والا گورنمنٹ کا بجٹ سارے کا سارا ای ڈی او نے غبن کیا۔ اب بھی اس طرز کی پلاننگ ہو رہی ہے 09-2008 میں اعلیٰ کارکردگی پر ٹیچروں کو مجبور کر کے نقد رقم بھی اکٹھی کی گئی جس کی رسید کسی کو نہ جاری کی گئی۔ ماتحتوں کو استعمال کر کے بڑی رقم غبن کر لی گئی اور کچھ حصہ حکومت کے نمائندوں کو دے دیا۔ اس مسئلہ سے صوبہ بھر کی عوام اور بالخصوص گجرات شہر کی عوام بہت پریشان ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے، ان کی یہ تحریک بھی Thursday تک pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد بھی اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے یہ تحریک بھی Thursday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/36 سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

لاہور میں محکمہ صحت کی عدم توجہی کی بناء پر سوائن فلو کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 8۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق لاہور سوائن فلو کے مریضوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اب تک 26 کیس ریکارڈ پر آ چکے ہیں لیکن پنجاب کے اہم ہسپتالوں میں اس مرض کے علاج کے لئے کوئی خصوصی انتظامات کئے گئے اور نہ ہی کوئی علیحدہ وارڈ مختص کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ماسک بھی مہیا نہ کئے گئے ہیں۔ سوائن فلو کے وائرس کو کنٹرول نہ کرنے اور اس وباء کے خلاف حفاظتی پروگرام نہ بنانے سے صحت عامہ سے تعلق رکھنے والے حکومتی اداروں کی بے حسی عیاں ہے۔ بعض سینئر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کئی مریضوں میں سوائن فلو کا خدشہ ہے تاہم ان کے ٹیسٹ نہیں کرائے گئے۔ اس خبر سے عوام میں ایک شدید خوف وہراس پایا جاتا ہے اور یہ اہم معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/37 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ قمر عامر چودھری اور ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ورک چارج ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی ایث نیوز" مورخہ 5۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق الائیڈ ہسپتال اور پنجاب میڈیکل کالج میں کام کرنے والے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ورک چارج ملازمین کو کئی ماہ سے تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال کی لائٹس خراب ہو چکی ہیں اور تقریباً تمام وارڈیں اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ ایمرجنسی کام کے لئے بھی پچھلے چھ ماہ سے پنجاب حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ہسپتال کے بالکل قریب سیوریج کا پائپ پھٹا ہوا ہے۔ نامعلوم وجوہات کی بناء

پر یہ فنڈز روکے گئے ہیں۔ ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ اس صورتحال سے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ورک چارج ملازمین، مریضوں کے لواحقین اور عوامی حلقوں کے لئے مایوس کن صورتحال پیدا ہو گئی۔ ان میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ معاملہ چونکہ عوامی اہمیت کا حامل ہے جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ دیر سے پہنچا ہوں، میری تحاریک التوائے کار تھیں۔

جناب سپیکر: وہ pending ہو گئی ہیں۔ اب وہ next Thursday کو پڑھی جائیں گی۔ آپ جمعرات کو ان تحاریک کو پڑھیں گے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38/2011 محترمہ سیمل کامران صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

فیصل آباد اڈا مونگی بنگلہ گوجرہ میں چیف سیکرٹری کے حکم پر عملہ ریونیو اور پولیس نفری کا متعدد دکانوں کو مسمار کرنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی ایث نیوز" مورخہ 5۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق فیصل آباد اڈا مونگی بنگلہ گوجرہ میں محکمہ ریونیو کے عملہ نے پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ مل کر 60 دکانیں مسمار کر دیں۔ دکانداروں نے شدید احتجاج اور نعرے بازی کرتے ہوئے متعلقہ محکمے کے اس عمل کو مزدور کش قرار دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کئی دہائیوں سے اس جگہ پر کاروبار کر رہے تھے کہ اچانک مبینہ طور پر چیف سیکرٹری پنجاب کے حکم پر یہ ظلم ڈھایا گیا اور ان کے چولہے ٹھنڈے کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان کو دو وقت کی روٹی کمانے کے لئے فوری طور پر متبادل جگہ فراہم کی جائے۔ چونکہ مسئلہ فوری عوامی اہمیت کا حامل اور

اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39/2011 محترمہ سیمل کامران صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

عرب ہاؤسنگ سوسائٹی میں قبرستان کے لئے مختص زمین کو فروخت کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 8۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق ایل ڈی اے کے چند ڈائریکٹروں کی ملی بھگت سے پاک عرب ہاؤسنگ سوسائٹی نے قواعد و ضوابط کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اس سوسائٹی کی ہاؤسنگ سکیم میں قبرستان اور پارک کے لئے مختص کی گئی تعداد 35 کنال اراضی پر دس دس مرلے کے رہائشی اور تین تین مرلے کے کمرشل پلاٹ بنا کر تعمیر شروع کروا دی ہے۔ قبرستان کی زمین سے ایک 30 فٹ چوڑی سڑک بھی نکال دی گئی ہے۔ ایل ڈی اے کے متعلقہ اہلکاروں اور پاک عرب سوسائٹی کی اس ملی بھگت سے سوسائٹی کے رہائشیوں میں بالخصوص اور عوام میں بالعموم یہ تاثر مزید گہرا ہو گیا ہے کہ حکومتی اداروں کے افسران اور اہلکاران عوام پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں اور صرف اپنی خوشحالی کا ہی سوچتے ہیں۔ اس خبر سے عوام میں شدید غم اور غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 44/2011 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

لاہور رنگ روڈ لینڈ ریکوزیشن میں متعلقہ عملے کی کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 10۔جنوری2011 کی خبر کے مطابق لاہور رنگ روڈ لینڈ ریکوزیشن میں کروڑوں کے فراڈ کے انکشافات ہوئے ہیں۔ نائب تحصیلداروں، پٹواریوں اور گرداوروں سمیت دیگر افسران نے جعلی مختار ناموں اور جعلی پاور آف اٹارنی پر اپنے چہیتوں کو نواز دیا۔ رنگ روڈ کی زد میں آنے والے متعدد (پیکجز) حصوں میں صوبائی حکومت کی اراضی کو بھی پرائیویٹ ملکیتی ظاہر کیا گیا۔ کئی سالوں سے تعینات لینڈ ایکوزیشن کے نائب تحصیلدار نے لوٹ مار کر کے آبائی گاؤں میں سینکڑوں ایکڑ زمین خریدی اور زمین خرید کر بڑا زمیندار بن گیا۔ **پیج**14 پر یہ لوٹ مار اب بھی جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق لاہور رنگ روڈ میں وسیع پیمانے پر گھپلوں کے انکشاف پر انٹی کرپشن نے مقدمات بھی درج کر کے سابق تحصیلدار کینٹ مجاہد ضیاء کو گرفتار کر لیا تھا جو ابھی جیل میں ہے، رنگ روڈ کے دیگر عملے کو شامل تفتیش کیا گیا جنہوں نے ملی بھگت کر کے سارا بوجھ سابق تحصیلدار کینٹ مجاہد ضیاء پر ڈال دیا۔ ان حکومتی اہلکاروں کی اس اندھیر نگری اور لوٹ مار سے عوام میں ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث کا آغاز کل 13۔جنوری2011 سے۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ میری ایک بات سن لیں، میں آپ کو بار بار کہہ چکا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو interrupt نہیں کرتے۔ میں یہ پڑھ رہا ہوں کم از کم مجھے یہ پڑھ لینے دیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ پھر کہتے ہیں کہ جب ایک کارروائی ختم ہو جائے تو اس وقت بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں This is not good. This is not proper آپ کو کچھ پتا ہونا چاہئے۔ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث کا آغاز کل 13۔جنوری 2011 سے پارلیمانی سیکرٹری کی تقریر سے ہوا تھا۔ آج بھی اسی موضوع پر بحث ہو گی۔ عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں 32 ممبران کے نام موجود ہیں پہلے اس ترتیب سے نام پکارے جائیں گے تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنا نام مجھے بھجوا دے۔ اس کے بعد متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب wind up کریں گے۔ جی، اب فرمائیں حضرت!

معزز ممبران کی حاضری سے متعلق میڈیا پر دکھائے جانے والے تضحیک آمیز مناظر کو روکنے کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جس طرح ابھی ایوان کی کارروائی چل رہی ہے اور تمام معزز ممبران ادھر آ کر حاضری لگا رہے ہیں۔ کل ایک چیز decide ہوئی تھی، آپ موجود نہیں تھے اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب اجلاس کی صدارت کر رہے تھے کہ یہاں دونوں sides پر اسمبلی سٹاف کو کھڑا کر دیا جائے گا اور جو ممبر ایوان کے اندر آئے گا تو اس کی حاضری لگا کر یہاں آ کر دے دیں گے۔ اس طرح ایوان کی کارروائی میں بھی خلل پڑتا ہے اور کل پھر تمام ٹی وی چینلز یہاں ممبران کو حاضری لگاتے ہوئے اور پیچھے گانے چلا کر دکھا رہے تھے۔ تمام ممبران کی اس طرح کیوں تضحیک کی جا رہی ہے، کیا اس میں کوئی لطف آ رہا ہے؟ آپ آج تشریف لائے ہیں کیا یہاں پورے اسمبلی سیکرٹریٹ میں کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو وہاں کھڑا کر کے حاضری لگائی جائے اور یہ والا تماشا جو روز ٹی وی پر چل رہا ہے جس سے تمام معزز ممبران کی تضحیک کی جا رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: معزز ایوان کے تمام ممبران میرے لئے نہایت قابل احترام ہیں۔ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں اور ایک دوسرے کا سب کو احترام بھی کرنا چاہئے لیکن یہ practice آپ اکیلے کی نہیں ہے یہ practice National Assembly میں بھی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس طرح سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا اور طریق کار ہے۔ وہ بھی ہم استعمال کریں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! کل ایک چیز decide کی گئی ہے۔ کل ایک چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، میں پوچھنے کے بعد اس پر بات کروں گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس میں پوچھنے والی بات نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں اس چیز کا آپ ان سے پوچھیں۔ اس کو انا کا مسئلہ کیوں بنایا جا رہا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا ہم سکول کے بچے ہیں کہ حاضری لگائی جائے، مجھے یہ بتائیں کہ کیا اسی اسمبلی میں گریڈ 17 سے اوپر کوئی آفیسر اپنی حاضری لگاتا ہے اور ہمارا order of precedent کے تحت گریڈ کیا ہے ہم تو 22ویں گریڈ سے اوپر ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! Chair کی طرف سے ruling آ چکی ہے اور کل اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے کل بھی کہا تھا کہ میں sign نہیں کروں گا۔ اگر ایسی بات ہے تو ہاؤس میں اس پر ووٹنگ کرا لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! Dictatorship پر centralization of power ہوتی ہے اور ڈیموکریسی پر division of power ہوتی ہے۔ اگر آپ جمہوریت پر believe کرتے ہیں تو یہاں پر ووٹنگ کرا لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جب بات آئے گی تو دیکھ لیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس سے ہم سب کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور ہماری insult کی جا رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! کل سے ٹی وی پر ہمیں حاضری لگاتے ہوئے دکھایا جا رہا ہے اور پیچھے گانے چلائے جا رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ ہماری insult ہے اور ہم یہ insult کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ ruling میں نے نہیں، یہ پہلے ڈپٹی سپیکر صاحب نے دی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ پنجاب کی دس کروڑ عوام کے منہ پر کالک لگائی جا رہی ہے۔ یہ کام ہماری پوزیشن، ہماری روایات اور آپ کی روایات کے خلاف ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اگر یہ حاضری شیٹ نہ اٹھائی گئی تو پھر ہم خود اسے اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بے شک آپ نے ruling نہیں دی۔

جناب سپیکر: اس پر بیٹھ کر ہم بات کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لیکن اگر کوئی غلط کام ہوا ہے تو اُس کو correct کر لیں۔ میں نے تو آپ سے سوال کیا ہے کہ اگر گریڈ 17 سے اوپر کا کوئی آفیسر یہاں اسمبلی میں یا سیکرٹریٹ میں حاضری لگاتا ہو تو مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: جب یہ بات ہوئی تھی تو آپ نے اس کو accept کیوں کیا تھا؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا ہمیں گریڈ 12 کا بنایا جا رہا ہے۔

We will not accept this degradation.

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تمام گریڈوں سے اوپر ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ "گریڈ گروڈ" کیا چیز ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! کیا یہ ایوان ghosts پر مشتمل ہے، یہ کیا ہے کہ سپیکر کے سامنے حاضری لگائی جائے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے عوامی نمائندے کیا بے ہوش ہیں کہ سب کی تضحیک کی جائے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ووٹنگ کیوں نہیں کراتے؟ اگر آپ ڈیموکریسی پر یقین رکھتے ہیں تو پھر ووٹنگ کرا لیں۔ ہم نے تین سال بڑے خلوص کے ساتھ آپ کا احترام کیا ہے مگر ہمارے ممبر کا بھی یہ prerogative ہے۔ اگر ہماری بات نہ مانی گئی تو پھر اس طریقے سے یہ اجلاس نہیں چلے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اگر سب کی بات نہ مانی گئی تو پھر ہم سب واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ہم واک آؤٹ نہیں کریں گے بلکہ حاضری شیٹ کو اٹھا کر باہر پھینکیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر صاحب نے خود اس پر ruling دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس معاملے کو اچھے طریقے سے settle کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! اگر آپ ہمارا تحفظ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس کے لئے ووٹنگ کرا لی جائے جو بھی فیصلہ آئے آپ اُس کو accept کر لیں لیکن اس طرح کرنا ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور اس ایوان کی بھی تذلیل ہے اس لئے آپ ووٹنگ کے ذریعے final decision ہمیں دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ تمام ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پلیز میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: کیا میری بات نہیں سنیں گے اور اپنی ہی سنائیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آج آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو تین دن سے جو معاملہ یہاں پر ہو رہا ہے اور جس طرح میڈیا میں ہم سب کی شرمندگی کا باعث بن رہا ہے آپ اس کے لئے آج آدھا گھنٹہ مختص کر دیں، ہر معزز ممبر کو بات کرنے کے لئے دو منٹ دے دیں اور اُس کے بعد ووٹنگ کرا لیں۔ اس میں کیا حرج ہے کہ حاضری چاہے گیٹ پر لگے، چاہے ہاؤس کے اندر لگے؟ کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس کو computerized thumb counting پر لے آئے گا جس کے لئے مجھے کہا گیا تھا اور میں نے اس پر بات بھی کر لی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہم جانتے ہیں کہ ہم اللہ کے حضور جوابدہ ہیں اور ہم نے اپنے حلقے کی نمائندگی کرنی ہے تو آپ پورے ہاؤس سے ہر معزز ممبر کو دو دو منٹ دے کر sense لے لیں اور اُس کے بعد ووٹنگ کرا لیں تاکہ ریکارڈ اور میڈیا میں تو کم از کم یہ جائے کہ اصل میں کیا ہو رہا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی معزز ممبر ہاؤس میں آتا ہے۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔[*****]

SHEIKH ALA-UD-DIN: No point of order. No point of order.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر![*****]

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر![*****]

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کیسے بول رہے ہیں؟ میری بات سنیں، میں نے ابھی شیخ صاحب کو floor دیا ہے آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں بعد میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات سننے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: نہیں، بدتمیزی نہیں کرنی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر![*****](قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بات برداشت نہیں ہو گی۔ میں ابھی آپ کو باہر بھیجنے والا ہوں۔ آپ ایسا نہ کریں۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ یہ بتائیں کہ [**] اس کا اس بات سے کوئی تعلق ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس قسم کے جو الفاظ بیان کئے گئے ہیں وہ میں تمام کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ مستی خیل صاحب! میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی بات کر رہا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Order in the House مستی خیل صاحب!آپ ایک گھنٹے کے لئے ہاؤس سے باہر رہیں گے۔ مستی خیل کو ایک گھنٹے کے لئے ہاؤس سے باہر نکالیں۔ مستی خیل صاحب!آپ نے ہمارے لئے یہاں اچھی بات نہیں کی ہے اس لئے ایک گھنٹے کے لئے آپ کو باہر جانا پڑے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

(اس مرحلہ پر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل ایوان میں موجود رہے
اور جناب سپیکر سے مخاطب ہوتے رہے)

جناب سپیکر: میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دے رہا۔آپ ایک گھنٹے کے لئے expelled ہیں۔
He has been expelled for one hour. Masti Khel! What are you doing? You will have to go out.

پلیز آپ ایک گھنٹے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!آپ کی اس پر ruling آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے جس طرح آپ ایک دوسرے کے گلے پڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

(معزز ممبر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل جناب سپیکر کی رولنگ
کے باوجود ایوان میں موجود رہے)

شاہ صاحب!آپ ایسا مت کریں۔ Masti Khel! You are expelled for one hour.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!رجسٹر جہاں پر بھی رکھوانے ہیں اس پر آپ کی ruling ہونی چاہئے۔ رجسٹر چاہے باہر اِدھر والے گیٹ پر، چاہے اُدھر والے گیٹ پر رکھوائیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم استحکامِ پاکستان کی بات کرتے ہیں، ہم تین تین لاکھ لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں لیکن یہ بھی کوئی تاثر نہیں ہے کہ ہم سب میڈیا کے سامنے ڈرامہ اور مذاق بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں کم از کم ایک دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کی عزت بھی کرنی چاہئے اور اپنی بات بھی منوانی چاہئے۔ سب کا point of view بالکل ٹھیک ہے اور اس پر رانا ثناء اللہ صاحب اور آپ جو بھی فیصلہ کریں کہ یہ رجسٹر اس گیٹ پر رکھنا ہے، باہر رکھنا ہے یا جو بھی طریق کار اپنانا ہے وہ اپنایا جائے لیکن اس ہاؤس کو مچھلی منڈی نہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ ہم اس بارے میں بیٹھ کر اچھے طریقے سے فیصلہ کریں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! حاضری کا معاملہ جو پچھلے دو تین دن سے چل رہا ہے جو کہ بہت ہی اہم ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران کی دلآزاری کے ساتھ ساتھ ان کی respect میں بھی کمی آئی ہے۔ اگر ہمارے ایوان میں حاضری کا نظام transparent نہیں ہے تو اسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے پاس ہونے والی ruling میں کہا گیا کہ رجسٹر اندر رکھا جائے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اسے بہتر بنانے کے لئے ابھی تک جو کچھ ہو چکا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اصل مقصد یہ ہے کہ ہم آگے کیا چاہتے ہیں اور House کیا چاہتا ہے؟ House کی sense لیتے ہوئے biometric system, finger print system یا کوئی اور system اختیار کرنا ہے تو اس میں یہ ensured ہو کہ transparent حاضری لگے تو میری گزارش ہو گی کہ اس فیصلے کو review کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فی الحال اس رجسٹر کو ایوان میں نہ رکھا جائے اور آئندہ اجلاس تک فیصلہ کیا جائے جیسے آپ کہتے ہیں کہ اسے transparent بنایا جائے لیکن یہ transparency House کے اندر نہیں بلکہ House کے باہر بھی آ سکتی ہے لہذا میری گزارش ہو گی کہ اسے review کرتے ہوئے رجسٹر کو باہر رکھوایا جائے اور آئندہ اس system کو بہتر بنایا جائے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی دس منٹ پہلے ہونے والا واقعہ بڑا افسوسناک ہے۔ ہمارے ایوان میں پچھلے آٹھ نو سال سے میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ایسی situations پیش آئیں کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں میں کوئی اختلاف ہوا لیکن individual میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا افسوسناک واقعہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ہمارے یہ دونوں ساتھی قابل احترام اور بڑے productive ہیں جنہوں نے اسمبلی کی کارروائی میں ہمیشہ contribute کیا ہے اس لئے مجھے زیادہ افسوس اس بدقسمت واقعہ پر ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں نے جو پہلے بات کی ہے اس پر آپ احتجاج کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ ہمیشہ ڈاکٹر مرض کا علاج کرنے سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ یہ تکلیف کیوں ہوئی ہے اور اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں تاکہ اس کا diagnosis کیا جائے۔ دو تین دن سے ایک بالکل معمولی issue کو اتنا اچھالا گیا کہ جیسے علی حیدر نور نیازی صاحب فرما رہے تھے کہ دو تین لاکھ لوگ اعتبار کر کے ہمیں بار بار منتخب کرتے ہیں اور ہم یہاں موجود ہیں جسے ساری دنیا دیکھ رہی ہے lets say اس رجسٹر پر میرے دستخط نہ ہوں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں یہاں موجود نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈپٹی سپیکر صاحب کا فیصلہ اخلاقی طور پر غلط تھا اور اسے reverse کرنا آپ جیسے سمجھدار سیاستدان اور اس ایوان کے Custodian کی ذمہ داری ہے۔ اسے آپ جتنا prolong کریں گے یہ ہماری تضحیک ہو گی تو میں آپ سے request کرتا ہوں کہ اس پر ابھی فیصلہ کرتے ہوئے پہلے جیسی صورتحال پر revert کیا جائے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ کائرہ صاحب اور محترم ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب نے بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ثناء اللہ مستی خیل صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب کے درمیان harsh جملوں کا جو تبادلہ ہوا ہے وہ بالکل اور یقیناً افسوسناک ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان دو صاحبان کی آپس میں ہونے والی individual interaction کے اتنے سے episode کو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اہمیت دی جانی چاہئے اور نہ دی جا سکتی ہے۔ جہاں تک حاضری رجسٹر یا حاضری کے اندر یا باہر لگنے کا معاملہ ہے تو یہ آپ کی Chair کی discretion ہے۔ حاضری کے متعلق rules میں درج ہے لیکن وہاں پر یہ بالکل درج نہیں ہے کہ رجسٹر کو لابی میں رکھا جائے، ایوان کے اندر رکھا جائے اور اگر آپ چاہیں تو باہر گیٹ پر بھی رکھوا سکتے ہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور میرے بھائی علی حیدر نور نیازی صاحب اس بات سے انکار کر سکتے ہیں، ناظم شاہ صاحب اور نہ ثناء اللہ مستی خیل صاحب کہ بعض لوگوں کی حاضریاں اس صورت میں بھی لگتی رہیں کہ لوگ امریکہ یا کسی بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں اور

کئی ہسپتال میں داخل ہیں اور کئی ایک کے بارے میں ہر بندے کو مستند یہ معلوم ہے کہ یہ صاحب نہیں آتے لیکن اس کے باوجود ان کی 100 فیصد حاضریاں ہیں۔ جب یہ ایک معاملہ ہماری بدنامی کا باعث رہا ہے تو اسے transparent کرنے کے لئے کل اور پرسوں بھی بات ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ جب House میں بات ہوتی ہے تو پھر یہ معاملہ اور زیادہ اہمیت پکڑتا ہے۔ کل جو بات ہوئی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے بلکہ آج جب بات ہمارے ان تینوں بھائیوں نے شروع کی تو انہوں نے بات شروع ہی وہاں سے کی۔ قومی اسمبلی میں ایک طریق کار موجود ہے جس کے مطابق کل یہ طے ہوا تھا کہ حاضری رجسٹر سیکرٹری کی table پر رہے گا اور اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو معزز ممبر اِس طرف یا اُس طرف سے داخل ہو تو ایوان میں بیٹھے ہوئے ڈپٹی سیکرٹری (مولانا صاحب) کو ایک آدمی indicate کرے تو یہ سب کی حاضری mark کر دیں یعنی جو absent ہیں انہیں absent mark کر دیں اور جو present ہیں انہیں present mark کر دیں لیکن ایک بات کل بھی اور پرسوں بھی دوبارہ ہوئی کہ کچھ ایسے صاحبان بھی یہاں پر تشریف لائے کہ جن کے متعلق ہمیں معلوم ہی نہیں کہ یہ پچھلے پونے تین سال سے کبھی نظر آئے ہوں اور اس لحاظ سے کئی صاحبان یہاں پر آئے تو ہم نے ان سے متعلق پوچھا کہ یہ صاحب کہاں سے ہیں اور کون سا ان کا ضلع ہے اور ان کا نام کیا ہے تو اس کے پیش نظر یہ بات کی گئی۔ ٹھیک ہے اگر کوئی معزز ممبر یہاں پر آ کر حاضری لگانے کو مناسب نہیں سمجھتا تو وہ نہ لگائے۔ قومی اسمبلی کے طریق کار کے مطابق حاضری لگتی رہے اور اگر کوئی ممبر آ کر حاضری لگانا مناسب سمجھتا ہے تو اسے روکا نہ جائے۔ اس practice کو اس لئے رکھا گیا کہ بعض ممبران ایسے ہیں جو آ کر ادھر ایوان میں بیٹھیں تو شاید آپ بھی انہیں by name نہ جانتے ہوں یا شاید ہمارا اسٹاف بھی نہ جانتا ہو اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کی حاضریاں میرے اور علی حیدر نور نیازی صاحب سے بھی 100 فیصد زیادہ ہیں لیکن وہ آتے نہیں رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی ایک کوتاہی کو خود identify کیا ہے اور کسی نے ہمیں نہیں کہا یا کسی کا کوئی pressure نہیں تھا بلکہ خود identify کر کے خود ہی اسے cure کرنے کے لئے ایک مناسب طریق کار اپنایا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو طریق کار قومی اسمبلی میں ہے آپ بتدریج اسے ہی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس طریق کار کو جاری رکھیں۔ جہاں تک آ کر حاضری لگانے کا معاملہ ہے تو اسے کم از کم کر دیں اور جیسے ہی آپ کا عملہ یا جن لوگوں کی ڈیوٹی لگانی ہے وہ اس بارے میں پوری طرح سے sure ہو جائیں تو ٹھیک ہے یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے جس system کی بات کی ہے تو بقول ان کے حساب سے وہ اتنی تھوڑی رقم ہے تو اسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے

اجلاس سے پہلے installکر دیں گے لیکن قومی اسمبلی میں یہ طریق کار سالہا سال سے جاری ہے اور ہمیں optکرنے میں کوئی harmنہیں ہونا چاہئے اور اس کے مطابق یہ معاملہ ہوتے رہنا چاہئے۔ میں معزز ممبران سے یہ requestکروں گا کہ اب اگر اس معاملے پر مزید بات کرنی بھی ہے تو بجائے آپ یہاں بات کریں اور اس کے بعد پھر اس قسم کی صورتحال پیدا ہو جائے۔ آج شام channelsاور اخبارات میں جب اس طرح کی بات آئے گی تو پھر یہ گلہ ہو گا کہ دیکھیں! میڈیا کیا کر رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ میڈیا نے تو پھر وہی کرنا ہے جو اس نے دیکھنا ہے اور اگر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی رعایت کرے گا تو یہ اس کی صوابدید ہے۔ اگر وہ رعایت کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہ کرے تو پھر ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ اس لئے اگر اس مسئلے پر کوئی بات کرنی ہے اس کی favourمیں یا against، تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کو آپ کے چیمبر میں کیا جائے اور آپ اس کے لئے وقت دیں۔ یہ تمام صاحبان بے شک آپ سے آج بات کریں، کل بات کریں یا روزانہ بات کریں لیکن آپ یہ فیصلہ فرمادیں کہ اس مسئلے پر in Houseدوبارہ بات نہیں ہو گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! مجھے اس پر کمیٹی بنانے دیں اور میں خود اس میں بیٹھوں گا۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! صرف میری ایک بات سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ administrativeمعاملہ ہے، یہ آپ کے سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے اور اس میں ایک انکوائری بھی چل رہی ہے جس میں اس بات کا بھی تعین ہونا ہے کہ اُس دن جب attendance sheetآئی تھی تو وہ کون سا ایک ہی آدمی تھا جس نے کوئی بیس بائیس attendanceلگائی ہوئی تھیں اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ براہِ مہربانی آپ تھوڑا سا ٹائم نکالیں اور آپ کی سربراہی میں جو دوست بھی بات کرنا چاہیں ان تمام کو کمیٹی میں شامل کریں۔ ہم آپ کے ساتھ Committee Room 'A' میں بیٹھ جائیں گے، وہاں پر جو بات بھی ہو آپ کی سربراہی میں ہو، وہ آپ کے چیمبر میں ہو اور یہاں اس ہال میں نہ ہو۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مجھے ایک بات کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! میرے خیال میں اس کو اب رہنے دیں، آپ کس بات پر اپنا اور اس قوم کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نور خان نیازی صاحب! میں پہلے رانا عبدالرحمٰن کی بات سن لوں پھر آپ کی بات سنوں گا لیکن ایسے نہ کریں کیونکہ یہ پارلیمانی روایات 1877 سے شروع ہیں اور آپ کو ان پر غور کرنا چاہئے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو میں نے بات کرنی تھی اس کے متعلق لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے لہذا پہلے آپ اس پر ruling دے دیں کہ کیا اس سے متعلق میں یہاں ہاؤس میں بات کر سکتا ہوں یا آپ کے چیمبر میں بات کروں؟ کیونکہ رانا صاحب نے ایک side issue کی بات کی ہے اور اس کے اندر میں بھی affected ہوں حالانکہ جتنا اجلاس میں regular attend کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی، میں آپ کو جانتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں آپ حکم دیں کہ کیا میں یہاں پر ہی بات کر لوں یا آپ کے چیمبر میں کروں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو وہیں سنیں گے، اب یہاں سننا مناسب نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے وقت ضرور دیجئے گا کیونکہ میں چیمبر میں آکر آپ کے سامنے دوسری side بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ضرور وقت دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بہت ضروری بات کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا ہم اسی پر سارا دن ضائع کر دیں گے؟ میں اب اس پر کمیٹی بنا رہا ہوں، آپ کو وہاں بلاؤں گا اور سنوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مستی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے آشیانہ کے بارے میں بالکل out of context بات کی ہے اور میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں on behalf of the Chief Minister بات کروں۔ میں اس floor پر جو بات کروں گا پوری ذمہ داری سے کروں گا اگر وہ بات غلط نکلے تو میں penalty دوں گا، جو آپ amount کہیں گے وہ دوں گا اور resign بھی کروں گا۔ انہوں نے چیف منسٹر صاحب کے بارے میں یہ بات کہی ہے اور ان کا تعلق اسی پارٹی سے ہے۔ یہ بات سب لوگوں نے سنی ہے کہ waterlogging زمین پر آشیانہ بنایا جارہا ہے۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے چیف منسٹر صاحب کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ بیٹھ کر آرام سے بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! میں نے آپ کو جو آرڈر کیا تھا آپ نے اس کو comply نہیں کیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کی ruling کی بھی violation ہے۔ میں نے بات نہیں کرنی تھی لیکن چونکہ چیف منسٹر کی ذات کو بھی ملوث کیا گیا۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں نے چیف منسٹر صاحب کو ملوث نہیں کیا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو انہوں نے waterlogging زمین کا نام لیا ہے میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے چیف منسٹر صاحب کو request کی اور جو بات میں کہنا چاہ رہا ہوں یہ سن کر پوری قوم خوش ہو گی۔ میں نے انہیں request کی کہ آپ اس کے علاوہ بھی مجھے زمینیں دیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے پرسوں شہر کے انتہائی قریب آٹھ سو کنال زمین دی اور کہا کہ شیخ صاحب! آپ آشیانے کا فیز۔I یہاں سے شروع کر دیں اور وہاں بعد میں شروع کریں کیونکہ ابھی ہم وہاں پر کچھ اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آٹھ سو کنال زمین، جن لوگوں نے apply کیا تھا انہوں نے سوچا تھا کہ سوئے آصل میں گھر بنیں گے اور اب اللہ نے چاہا تو جہاں لوگوں نے apply کیا تھا اس سے کروڑ درجہ بہتر جگہ پر گھر بنیں گے۔ باقی رہ گئی مستی خیل صاحب کی بات، میں آج resign کر دوں گا اگر یہ ثابت کر دیں کہ میں نے آشیانہ سے کبھی پانی بھی پیا ہو۔ میں نے پانی پیا ہو تو لعنت ہے، گاڑی لی ہو تو لعنت ہے اور میں نے کوئی کمرہ بھی لیا ہو، میرے لئے اڑھائی لاکھ روپے مہینے کا دفتر لیا گیا، خدا کی قسم میں وہاں صرف دو گھنٹے رہا اس

کے بعد میں نے کہہ دیا کہ اس کو چھوڑ دو میں next time یہاں نہیں آؤں گا۔ الحمد للہ میں اتنا بڑا ٹیکس گزار ہوں اور یہ میرے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں ثابت کرتا ہوں کہ مجھ سے آج تک اس ملک کے لئے جو بہتری ہو سکی وہ میں نے کی ہے۔ میں کیا غلط کہتا ہوں؟ میں صرف اپنا مؤقف پیش کرتا ہوں۔ ہر آدمی اپنے عوام کے بارے میں ذمہ دار ہے اور ہم صوبہ پنجاب کے نو کروڑ عوام کے ذمہ دار ہیں۔ اگر میں سپیکر صاحب کی کسی اچھی بات کو support کرتا ہوں تو کیا یہ برائی ہے؟ اگر یہ thumb impression system لگ گیا تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس میں کتنی مشکل پیش آئے گی، اس counting system نے کسی کو بخشنا ہی نہیں ہے۔ اگر ہم لوگوں کا کام کرنا چاہتے ہیں اور اگر اللہ کے حضور جوابدہ ہیں تو ہمیں یہاں بات کرنے میں کیا تکلیف ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، علی نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے میں بالکل اس سے اتفاق کرتا ہوں اور انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ میں صرف ایک چیز clear کر دینا چاہتا ہوں کہ issue یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی اَنا کا مسئلہ ہے۔ اگر کسی نے غلط کیا ہے تو ہم اس کی بار بار مذمت کرتے ہیں اور ہم تو ہر روز آنے والے لوگ ہیں۔ یہاں بات ہو رہی ہے credibility کی، ہم نے credibility کی بات کی تھی کہ اگر دس لوگوں نے غلط کیا ہے تو اس کی گالی پورے ایوان کو کیوں پڑے اور پورے ایوان کے بارے میں گانا کیوں چلایا جائے؟ اس چیز کو سامنے دکھا کر پیچھے گانے چلائے جاتے ہیں۔ کل ڈپٹی سپیکر صاحب کی موجودگی میں ہم نے decide کیا تھا۔ ہم ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے اس طرح کی کوئی حرکت کی ہے اور ان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کسی نے اس طرح کی غلطی کی ہے تو اسے بے نقاب کیا جائے۔ چند لوگوں کی وجہ سے پورے ہاؤس کو گالی نہ نکالی جائے اور پورے ہاؤس کی credibility پر انگلیاں نہ اٹھائی جائیں۔ آپ اس کا طریق کار مزید اچھا کریں، biometric system کریں کہ ہر کوئی آ کر اپنا انگوٹھا لگائے یا کوئی اور scientific طریقہ اپنائیں اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس طرح سے اس جگہ پر گانے لگائے جانے پر ہمیں اختلاف ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بہت خوبصورت بات کی ہے، ہم ان کی بات کو support کرتے ہیں۔ کل ڈپٹی سپیکر صاحب کے ساتھ یہ چیز decide کی گئی تھی کہ جب تک biometric system نہیں چلتا تب تک

آپ دونوں دروازوں کے باہر بندے کھڑے کر دیں جو حاضری لگا کر سیکرٹری صاحب کو بتادیں کہ یہ لوگ موجود ہیں۔ مہربانی کر کے اس رجسٹر کو یہاں سے اٹھوائیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میری صرف ایک بات سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈیہر صاحب! سارا ٹائم پھر اسی پر ضائع ہو جائے گا۔ آپ مجھے بات کرنے نہیں دے رہے ہیں جبکہ میں اس issue کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کو چھوڑیں، تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ بھی تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ مجھے ایک منٹ دیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ اپنے حلقہ کے ساتھ دھوکا کرتا ہو اور اپنی عوام کے ساتھ دھوکا کرتا ہو۔ ہمیں جس مقصد کے لئے اس قوم نے یہاں نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اگر ہم ان کے کام نہیں آ سکتے تو پھر افسوس ہی ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک یہ تمام باتیں آپ نے میری غیر موجودگی کے دوران بعد میں کیں ہیں کیونکہ میں یہاں اسمبلی میں نہیں تھا تو مجھے کچھ باتیں سن کر افسوس بھی ہو رہا ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنی طرف سے ایک کمیٹی بناتا ہوں، وہ کمیٹی میرے ساتھ بیٹھے گی اور ہم اکٹھے بیٹھ کر ان تمام معاملات کا جائزہ لے کر فیصلہ کریں گے۔ یہ کوئی issue نہیں ہے، اس کو کسی طرح سے بھی issue مت بنائیں۔ اگر رجسٹر یہاں رکھنا ہو یا وہاں رکھنا ہو یا کوئی اور بات یا thumb impression والی بات ہو تو وہ ہم بیٹھ کر فیصلہ کریں گے، جس میں میں اپنے ساتھ پانچ ممبران لوں گا اور پھر بیٹھ کر اس بات کا فیصلہ کریں گے۔ اب آپ لوگ مہربانی فرمائیں اس موضوع پر ہاؤس میں کوئی بات نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے جو بات آپ نے کی ہے کہ اس issue پر آپ نے اپنی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کے ممبران کی

selectionآپ خود کریں گے لیکن اس میں یہ واضح rulingفرمادیں کہ یہ issueدوبارہ ایوان میں discussنہیں ہوگا۔

سرکاری کارروائی

بحث

اشیاء ضروریہ کی قیمتوں کی ہوشربا گرانی پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، یہ issueدوبارہ ایوان میں discuss نہیں ہوگا۔ میں نے سب دوستوں سے گزارش کی ہے کہ آپ اپنا بھی خیال کیجئے، میرا بھی خیال کیجئے اور اس ہاؤس کے تقدس کا بھی خیال کیجئے۔ بڑی مہربانی، اب اس موضوع پر ایوان میں بحث نہیں ہوگی بلکہ اب ہم ہاؤس میں price hikeپر بحث شروع کرتے ہیں تو اس لسٹ میں پہلا نام جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے جی، اب آپ اپنی بات شروع کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ مہنگائی کے "دیو" نے سب کو پریشان کر رکھا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک انسان اپنی چادر دیکھ کر پاؤں نہ پھیلائے، آمدن کو دیکھ کر خرچ کا توازن پیدا نہ کرے تو اس قسم کے نقصانات ہوتے رہتے ہیں اور یہ مہنگائی بڑھتی جائے گی۔ آج ہماری صورتحال یہ ہے کہ ہم اپنی آمدنی کو دیکھتے نہیں ہیں۔ ہم بطور عوام اور حکومت کے ایسے اخراجات کرتے ہیں کہ اگر ہم اس میں cutلگائیں اور بہت زیادہ cutبھی لگائیں تو اس کے باوجود بھی ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے اس لئے پہلی گزارش یہ ہے کہ اپنی چادر دیکھ کر اپنے پاؤں پھیلانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ملک میں چونکہ مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور مختلف وسائل موجود ہیں تو ان سے ہماری ترقی ہوتی ہے۔ ہماری بہت ساری ایسی اجناس یا اشیاء ہیں جو کہ ملز میں تیار ہوتی ہیں جب تک ان کو ایندھن وغیرہ نہیں ملے گا، گیس اور بجلی ان کو نہیں ملے گی تو وہ چیزیں تیار نہیں ہوں گی۔ اس کے نتیجے میں جو مزدور اور کام کرنے والے لوگ ہیں تو وہ تو بیٹھ کر تنخواہیں کھاتے رہیں گے لیکن کوئی productionنہیں ہو سکے گی تو اس وجہ سے بھی ہمارے ہاں مہنگائی بڑھ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ہم خلوص نیت سے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو وافر ذخائرز سے مالامال کر رکھا ہے چاہے وہ پہاڑوں کے اندر موجود ہیں، چاہے وہ زمین کی تہوں میں ہیں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ ذخائرز جو ہمارے ملک میں دستیاب ہیں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا اور مجبوراً حکومت کو باہر سے وہ چیزیں خریدنی پڑتی ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ پٹرول اللہ پاک نے ہمیں اتنا دے رکھا ہے کہ اگر ہم اس کو نکالنے کی کوشش کریں گے تو ہمیں ایک بیرل بھی تیل باہر سے نہیں خریدنا پڑے گا۔ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ ہمارے چنیوٹ کے مضافات میں لوہے کے اتنے بڑے ذخائرز موجود ہیں کہ جس کے بارے میں تجزیہ کاروں نے کہا ہے کہ اگر وہ ذخائرز نکال لئے جائیں تو پورے ملک کی معیشت پر 125 سال تک وہ اثرانداز ہو سکتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وفاقی حکومت سے بھی درخواست کی جائے کہ ایک ایسی مخلصانہ کمیٹی بنائی جائے کہ جو پاکستان کے اندر موجود ذخائرز کا پتا چلائے، ان سے استفادہ کرنے اور ان کو نکالنے کی کوشش کی جائے تاکہ ہمارا ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ ہمارے حکمران موقع بموقع کشکول لے کر دوسرے ملکوں میں گئے ہوتے ہیں یہ روایت ختم ہونی چاہئے بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، next محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار محمد یوسف لغاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری عامر سلطانہ چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری مونس الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد شفیق خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! پانچ منٹ کا ٹائم ہے جس طرح کل فیصلہ ہوا تھا۔ اب آپ اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم مہنگائی کے حوالے سے جس بات کو discuss کر رہے ہیں تو اس کو کنٹرول کرنے کے لئے آپ price committees تو بنا دیتے ہیں لیکن دکاندار کبھی بھی اس کی لسٹ کو اپنی دکان پر آویزاں نہیں کرتے اور اپنی مرضی سے ہر چیز کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ ان کمیٹیوں کے ساتھ ساتھ اگر آپ monitoring committees بھی ان کو چیک کرنے کے لئے بنا دیتے اور monitoring system ہوتا تو میرا خیال ہے کہ کسی حد تک ہم

مہنگائی کو کنٹرول کر سکتے تھے۔اب آپ پیاز کی قیمت دیکھیں، لہسن کی قیمت دیکھیں،ادرک کی قیمت دیکھیں اور دوسری سبزیوں کو دیکھیں تو ان مسائل کو خواتین سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے۔ جس نے گھر میں یہ ذمہ داریاں پوری کرنی ہوتی ہیں۔ سبزی اس نے بنانی ہے، سارے گھر کو اس نے deal کرنا ہے تو خواتین کو بہتر پتا ہوتا ہے کہ کون سی چیز کتنی مہنگی ہے۔ ویسے تو ہماری حکومت بہت دعوے کرتی ہے کہ کرپشن کو ختم کیا جائے، کرپشن صرف سیاستدانوں میں نہیں ہے بلکہ ہمارے نچلے طبقہ سے لے کر اوپر تک کرپشن ہے۔آپ کس کس کو check کریں گے ؟ کسی کو check کرنے کے لئے کوئی نظام نہیں ہے اس کے لئے آپ پرائس کمیٹیاں بنائیں۔

دوسرا جو بیوروکریسی ہے آپ ان کی کرپشن دیکھیں، یہ سارے افسران جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ ملی بھگت کے تحت سب کچھ کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی افسران کو check کرنے جاتا ہے تو یہ چار پیسے اس کے ہاتھ میں دیتے ہیں پھر وہ کہتا ہے کہ آپ clear ہیں،آپ آرام سے بیٹھیں جو چاہے مرضی بیچیں لہذا آپ صرف ان کو check نہ کریں بلکہ آپ ان افسران کو بھی check کریں جن کو آپ مانیٹرنگ کرنے کے لئے بھجواتے ہیں پھر آپ کسی حد تک مہنگائی پر قابو پا سکتے ہیں۔اگر آپ چینی کے حوالے سے دیکھیں تو بعض جگہوں پر -/200 روپے فی کلو چینی بک رہی ہے۔یہی لوگ یوٹیلٹی سٹورز سے بھی چینی خریدتے ہیں اور آگے بازار میں بلیک کر کے بیچتے ہیں پھر وہ دُکاندار اپنی مرضی کا ریٹ لگاتے ہیں اور عوام کا خون چوستے ہیں۔ یوٹیلٹی سٹورز تو آپ کے اپنے ڈیپارٹمنٹ ہیں آپ ان کو تو کنٹرول کر کے دیکھیں۔آپ عام دُکاندار کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں پہلے ان کو تو دیکھیں کہ یہ کیسے بیچتے ہیں؟اُنہی لوگوں کو چینی ملتی ہے جن کے لئے کسی ایم این اے یا کسی افسر کی approach آ جاتی ہے۔ جب انہیں کوئی چٹ دی جاتی ہے تو وہ آسانی سے چینی حاصل کر لیتا ہے لیکن عام بندے اور خواتین لائنوں میں لگی ہوتی ہیں۔اب وہ لوگ اپنا کاروبار کریں، محنت مزدوری کریں یا سارا دِن لائنوں میں لگے رہیں ؟اس کے لئے بھی کوئی طریق کار وضع کریں تاکہ ان مسائل کو بھی ہم کنٹرول کر سکیں یا تو ایسا کریں کہ دو یوٹیلٹی سٹور بنا دیں۔ ایک پر صرف مرد حضرات جائیں اور دوسرے پر صرف عورتیں جائیں۔آپ سب سے بڑی زیادتی یہ دیکھیں کہ جس کے پاس شناختی کارڈ ہے وہی وہاں سے خرید سکتا گا اور یہ بھی آپ کا قانون ہے کہ اٹھارہ سال سے کم عمر بندے کا شناختی کارڈ نہیں بنتا۔اس کا مطلب ہے کہ اُس کو جینے کا حق نہیں ہے،اُس کو کھانے پینے کا حق نہیں ہے،اُس نے اپنا پیٹ نہیں بھرنا؟ یہ جو شناختی کارڈ والی شرط ہے یہ سو فیصد غلط ہے۔ میں کہتی ہوں کہ دُنیا کا کوئی شخص اس کی حامی نہیں بھرے گا کہ جس کے پاس کارڈ ہے وہ چینی، پتی

یادالیں خرید سکے۔اس سسٹم کو ختم کیا جائے تاکہ خواتین بھی آسانی سے اور عزت واحترام کے ساتھ جاکر خریداری کر سکیں۔ بہت ساری خواتین توڑ ش کی وجہ سے مر گئی ہیں، کئی صبح سے لائنوں میں کھڑی کھڑی بے ہوش ہو جاتی ہیں۔آپ کو یہ چیزیں کیوں دِکھائی نہیں دیتیں،آپ ان کو کیوں check نہیں کرتے ؟ مہربانی کریں،اس کے لئے monitoring committees بنائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے کل بھی کہا تھا کہ As a protest I will not sign it. بات یہ ہے کہ کوئی بھی فیصلہ جو ex perty decision سے ہوتا ہے It is an act of injustice. کل آپ نے جو ruling دی تھی ہم نے بالکل اس پر agree کیا تھا۔ علی حیدر نور نیازی نے بھی اور سب لوگوں نے agree کیا تھا تو اب جب آپ کی ruling آچکی ہے تو آج یہ کیا ہو رہا ہے ؟ Sir, I want the implementation of your order.

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ دونوں sides پر کہہ دیا ہوا ہے، کچھ ممبران ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے خود آکر حاضری لگانی ہے۔آپ کسی کو مجبور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ حاضری نہ لگائیں جو نہیں لگانا چاہتے، دونوں sides پر جس جس طرح ممبران داخل ہو رہے ہیں اُن کو وہ بتا رہے ہیں اور وہ حاضری لگا رہے ہیں۔ دیکھیں! یہ ایک کاوش ہے ناں مجھے تو ابھی افسوس ہوا یہاں پر جو باتیں ہوئیں، اس کاوش میں ہم سب کو اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔اس میں مزید بہتری کے لئے میری لاء منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ آپ سب سپیکر چیمبر میں بیٹھ جائیں وہاں پر بیٹھ کر ایک طریق کار بنالیں، جو کل طریق کار بنایا تھا اس کو مزید refined کر لیں۔ ہمارا مقصد کسی کی بے عزتی کرنا یا کسی کی عزت میں کمی کرنا بالکل نہیں ہے لیکن ہمارا مقصد یہ ضرور ہے کہ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ اسمبلی ایک ایک چیز کا خیال رکھ رہی ہے۔ جمہوری رویوں کو فروغ دینا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر چیمبر میں بیٹھیں، لاء منسٹر صاحب! ابھی بحث ہو رہی ہے تو بے شک آپ اس وقت دوستوں کو لے کر ابھی سپیکر صاحب کے ساتھ جاکر میٹنگ کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Chair کی ruling آ چکی ہے کہ اس issue پر اب in House discussion نہیں ہو گی۔ انہوں نے اپنی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے وہ جب بھی meeting call کریں گے اس کے مطابق اس کی میٹنگ ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کمیٹی میں یقیناً شاہ صاحب اور دوسرے دوست جن کا مختلف نقطہ نظر ہے وہ بھی شامل ہوں گے اور یقیناً آپ بھی ہوں گے تو وہاں پر بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے Leader of the Opposition کی بات سُن لوں پھر میں آپ کی بات سُن لیتا ہوں۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے لاء منسٹر صاحب کے ارشاد سے پتا چلا کہ میرے حاضر ہونے سے پہلے شاید یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس issue پر بات نہیں کرنی۔ میں اس issue پر بات تو نہیں کرتا لیکن اگر لاء منسٹر اور آپ اجازت دے دیں تو میں ایک چھوٹی سی تجویز دینا چاہتا ہوں، اس کے بعد میں کوئی اور بات نہیں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے مجھے مخاطب کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ کمیٹی میں تجویز دیں تو ان کی بہت مہربانی ہو گی اور یقیناً قائد حزب اختلاف کے بغیر وہ کمیٹی مکمل نہیں ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): وہ تو آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نیک نیتی سے یہ چاہتے ہیں کہ سارے صوبے کے عوام اس سے باخبر ہوں کہ کون کیا کر رہا ہے تو ایوان کی کارروائی کو براہِ راست کر دیا جائے تاکہ پتا چلے کہ کون بیٹھا ہے، کس نے contribute کیا ہے، کس نے کیا بولا ہے؟ سب حاضریوں کا اُسی وقت پتا چل جائے گا، اتنی سی تجویز تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ویسے کافی چینلز پر یہ live proceeding چل رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان کو واضح کر دیں کہ کسی کو یہاں پر آنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی ہم دِن رات جمہوریت کا پرچار کرتے ہیں۔ جمہوریت میں ہوتا کیا ہے؟ It is the majority which decide. آیا کوئی issue ایسا ہے یا نہیں ہے؟ میں ہر وقت جو بات کرتا ہوں بالکل من و عن صحیح ہو گی۔ It's my thinking. صحیح بھی ہو سکتی ہے، غلط بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ It should be decided by the majority. آپ ہاؤس سے بھی رائے لے لیں۔ آج جو بھی بدمزگی پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ کے حکم کی یہاں تعمیل نہیں ہو رہی۔ آپ یہ واضح کر دیں، لاء منسٹر صاحب بھی یہ واضح کر دیں کہ کسی ممبر کو یہاں پر آ کر sign کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب مثال کے طور پر ہمارے افتخار گیلانی صاحب ہیں He cannot walk. وہ wheel chair پر ہیں۔ بتائیں وہ کیسے یہاں پر آ کر حاضری لگائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ کل بھی میں نے اس پر بڑی clear بات کی تھی اور آج بھی یہ ہے کہ جو ممبر ہاؤس میں آئیں گے ان کی automatically یہاں پر حافظ شفیق صاحب اور جو خود آ کر لگانا چاہیں لگا دیں۔ میری ابھی کچھ ممبران سے بات ہوئی تھی انہوں نے کہا کہ ہم خود آ کر حاضری لگانا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہاں پر ممبر کو آنے کی ضرورت نہیں ہے وہ enter ہوں اور یہ خود حاضری لگا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سُن لیں۔ کل مستی خیل صاحب نے بہت اچھی بات کی تھی کہ جو قومی اسمبلی میں چل رہا ہے، لاء منسٹر صاحب نے بھی اس سے agree کیا۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں سیٹیں مختص ہیں۔ وہاں پر ممبر اپنی سیٹ کے علاوہ نہیں بول سکتا جیسے یہاں پر Provincial Assembly میں بھی تھا، ایک بات تو یہ ہے کہ یہاں پر بات ہو جاتی ہے اس کی implementation نہیں ہوتی۔ پچھلے اجلاس میں بھی یہ ہوا تھا کہ جو نئی اسمبلی بن رہی ہے یہ دسمبر میں مکمل ہو جائے گی پتا نہیں اب کون سا دسمبر آئے گا؟ ہم یہی دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں بھی حسرت ہے پتا نہیں ہماری قسمت میں نئی اسمبلی میں بیٹھنا ہے بھی یا نہیں؟ ہماری خواہش یہ تھی کہ چلو جی نئی اسمبلی بن رہی ہے تو ہمیں اس میں pioneer کا لقب مل جائے گا۔ مگر شاید ایسا ہو یا نہ ہو؟ اب یہ دیکھیں کہ کل آپ نے یہاں پر یہ ruling دی ہے کہ وہاں سے ممبر enter ہو گا اور

اس کی حاضری خود بخود لگ جائے گی تو پھر آج وہی practice کیوں دُہرائی جا رہی ہے؟ یہاں ممبر آ رہے ہیں، disturbance بھی ہو رہی ہے۔ میں نے آپ کو افتخار گیلانی صاحب کی بھی مثال دی ہے وہ آتے ہیں وہاں اُس سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں ان کے لئے آگے آنا problem ہے وہ مجبور ہیں، نہیں آ سکتے۔ میں آپ سے اپنے متعلق کہوں کہ میں آپ کے سامنے آتا رہا ہوں مگر میں اس سے کہتا تھا کہ یار میری حاضری لگا دینا یعنی یہ practice آج سے نہیں ہے پہلے کی ہے اس لئے میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو آپ نے کل ruling دی ہے اس کو واضح کر دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مناسب بات ہے۔ دیکھیں اس پر کل جو بات ہوئی تھی آج بھی وہی ہے اور اس کو مزید refine کرنے کے لئے جو کمیٹی بنی ہے وہ اس کو دیکھ لے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ruling اور فیصلہ آپ نے کل کیا تھا وہ باقاعدہ implement ہو رہا ہے۔ یہ معاملہ میرے تو سامنے ہے ابھی پچھلے پانچ منٹ میں دو ممبروں نے یہاں حاضری لگانا مناسب سمجھا اور انہوں نے لگا دی۔ تین ممبران نے slip بھیجی ہے کہ میری حاضری لگا دیں ان کی بھی حاضری لگا دی گئی ہے۔ یہ دونوں طریق کار چل رہے ہیں اور یہی فیصلہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں اتنا مسئلہ نہیں ہے مزید بھی refined ہو جائے گا۔ اچھی بات یہ ہے کہ ہم عوام کو، قوم کو جن کے ووٹوں پر منتخب ہو کر آئے ہیں اُن کو دکھا رہے ہیں کہ ہم responsible لوگ ہیں، ہم ان کے پیسوں کا خیال رکھتے ہیں اور ہر کوئی اس بات کو اپنے اوپر ذاتی طور پر نہ لے کر جائے۔ یہ ان ممبران کے لئے ہے جو یہاں پر آتے ہی نہیں ہیں، یہاں پر حاضریاں ان لوگوں کی بھی لگی ہیں جو ایک ایک سال سے اسمبلی میں نہیں آئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں چیزیں ہیں لیکن جب ایک فیصلہ Chair نے کر دیا، شاہ صاحب چونکہ ہمارے most senior member ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ مجھ کو آج اس بات پر بھی افسوس ہوا، Chair کی عزت اس طرح سے ہے کہ Chair نے House کی عزت کرنی ہے اور House نے Chair کی عزت کرنی ہے۔ اسی صورت میں House کا decorum برقرار رہے گا۔ Chair already کہہ چکی ہے کہ اب اس مسئلے پر House میں بحث نہیں ہو گی، چیمبر میں ہو گی تو ہمیں اس بات کا احترام بھی کرنا چاہئے اور اب میں اس پر مزید بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کو علیحدہ بیٹھ کر سن لوں گا۔ بہت شکریہ

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! جب آپ نے فیصلہ کرنا تھا اس وقت تو آپ نے کر لیا اور اب آپ ہماری بات ہی نہیں سننا چاہ رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈیہر صاحب! آپ میری بات سنیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! آپ دیکھیں ٹی وی پر کیسے آ رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم کوئی آپ سے علیحدہ تو نہیں ہیں؟

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! جب آپ کے ذاتی معاملات ہوتے ہیں تو ہمیں علیحدہ نکال دیا جاتا ہے۔ اگر حاضریوں کے معاملات تھے تو آپ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کہہ دیتے کہ اس کو اس طرح کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے ایک بات کا جواب دے دیں۔ میں یہاں پر یہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ممبران جن کا سب کو پتا ہے کہ سال سال سے نہیں آ رہے ان کی حاضریاں لگ رہی ہیں ان کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

جناب احمد حسین ڈیہر: اس طرح تو پھر کئی وزراء بھی نہیں آ رہے، بہت بڑے بڑے لوگ بھی نہیں آ رہے اس طرح تو پھر بہت کچھ باہر نکلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس طرح defend نہ کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! اگر آپ ممبران کی عزت نہیں کرائیں گے تو۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! Chair کا فیصلہ آ گیا ہے کہ اس پر debate نہ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو follow کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رعنا رضوی: میں رعنا رضوی آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!اس مسئلے پر چیمبرز میں بات کرنی ہے، کہاں کرنی ہے اور کس وقت کرنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب!اس پر کب کا ٹائم رکھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): سپیکر صاحب نے یعنی Chair نے ایک کمیٹی announce کی ہے، ابھی انہوں نے ممبران کو نامزد نہیں کیا جو ممبران اس میں نامزد ہوں گے تو پھر ان کو اطلاع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اگلی sitting سے پہلے ہی کمیٹی announce ہو جائے گی اور اس دن House شروع ہونے سے پہلے ہی بیٹھ جائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!ایک کمیٹی تو کل آپ نے announce کی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ اور کمیٹی تھی، جو لوگ غلط حاضریاں لگاتے رہے ہیں ان کے متعلق تھی۔ رعنا رضوی صاحبہ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!ایک بات میں عرض کر دوں کہ حاضریوں پر بات نہیں ہو گی کیونکہ اس پر سپیکر صاحب کی ruling آ چکی ہے کہ اب اس پر سپیکر چیمبر میں بات ہو گی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین امابعدo

جناب سپیکر!میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ ہماری یہ خاندانی روایات اور traditions ہیں، اس House کی بھی یہ traditions ہیں کہ Chair کا regard کیا جاتا ہے۔ میں اس Chair کا سب سے زیادہ regard کرتا ہوں۔ یہ جو mishap ہوا ہے، مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب نے، جب اسمبلی کے floor پر یہ کہا، میرے آنے سے پہلے علی حیدر نور خان نیازی صاحب، سید ناظم حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب اور میرے دوست یہ باتیں کر رہے تھے جس پر آپ کی بھی کل ruling آئی تھی، یہ کھڑے ہوئے میں نے کوئی بات کی تو یہ طیش میں آ کر مجھے کہتے ہیں کہ اس کو لگام دیں۔ میں نے ان کو کہا کہ میں نسلاً پٹھان ہوں اور ہم لوگ مر جاتے ہیں سر نہیں جھکاتے جس کی واضح مثال افغانستان میں ہے۔ میں نے یہ کہا، مجھے تھوڑا سا وہاں غصہ آیا اور میں پھر سامنے سے گزرتے ہوئے باہر جا رہا تھا، میں نے کہا آپ نے مجھے جو

لگام دینی ہے میں باہر جارہاہوں آپ باہر آ جائیں۔ میں الحمد للہ! یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں، اس وحدہ لا شریک سے "ہزار دفعہ لاکھ دفعہ ہاتھ جوڑ کر کہ ابھی کسی ماں نے بیٹا نہیں جنا جو لگام دے سکے" یہ میں بانگ دُھل کہہ رہاہوں اور ذاتی چپقلش کی بنیاد پر شیخ علاؤالدین صاحب dynamic inspiring Chief Minister کو درمیان میں لے آئے تو یہ بہت بڑی زیادتی اور ناانصافی ہے۔

جناب والا! میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ میرے قائد محترم نے ، پنجاب کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ پاکستان کی ہسٹری میں کسی چیف منسٹر کو نصیب نہیں ہوئے۔ اس میں دانش پبلک سکول تھا، اس میں ہیلتھ اور ایجوکیشن کی اصلاحات تھیں۔ اس میں غریبوں اور downtrodden علاقے کے لوگوں کے لئے آشیانہ سکیم تھی۔ اس میں غریبوں کے لئے فوری طور پر وزیراعلیٰ صاحب نے خود intervene کر کے آشیانہ سکیم کے بارے میں کہا کہ جیسے وہ schedule میں تھی اس کے مطابق اس کو شروع کرایا جائے۔ میں یہ بھی نہیں کہنا چاہتا کہ اس میں شیخ علاؤالدین صاحب کی کتنی کارکردگی ہے اور ان کی کیا کارکردگی نہیں ہے؟ بچے بچے کو پتا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے پورے House میں clarify کرنا چاہتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر اس لئے House سے نکلا، میرا یہ بھی نہیں بنتا تھا میں شریف آدمی ہوں۔ اس نے اگر مجھے کہا کہ لگام دیں تو پھر میں نے کہا آؤ شیخ صاحب میں نکل رہاہوں آپ مجھے باہر آ کر لگام دیں۔ اس بنیاد پر جو mishap ہوا میں اس پر زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا کہ یہ باتیں میرے لئے شایانِ شان ہیں یا House کے شایانِ شان ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: حالانکہ انہیں پتا نہیں کہ پٹھان کو غصے سے نہیں پیار سے لگام دی جا سکتی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: انہوں نے ابھی جو باتیں کی ہیں کہ مستی خیل صاحب نے آشیانہ سکیم کے بارے میں کہا ہے، اپنے اور میرے ذاتی جھگڑے میں وزیراعلیٰ کو مت لائیں۔ وزیراعلیٰ کی جو خدمات ہیں، ان کی جو کارکردگی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بہت مہربانی۔ میں بس یہی وضاحت کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ!

محترمہ رعنا رضوی: جناب والا! مہنگائی کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج جو مہنگائی کا دور چل رہا ہے اس میں کوئی بھی پاکستانی یا اس صوبے کا انسان سکون سے زندگی نہیں گزار پا رہا ہے۔ ہر انسان اس مسئلے پر پریشان ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ کم از کم کچھ ایسی کمیٹیاں ہماری حکومت بنائے جو اپنے areas کو check کریں، جو مہنگائی کو check کریں یا جو مال

کارخانوں سے عام دُکانداروں کو سپلائی ہوتا ہے وہ صحیح قیمت پر دیں۔جب کوئی شخص خریداری کرنے کے لئے جاتا ہے تو عام دُکاندار اس کو یہ کہتا ہے کہ ہمیں اتنا مہنگا ملتا ہے تو میں آپ کو کم قیمت پر کس طرح سے دے سکتا ہوں۔آپ اس پر تھوڑا سا کام کروائیں، کمیٹیاں بنوائیں، کوئیcheck and balance نہیں ہے، کوئی کسی کوcheck نہیں کرتا جس کی وجہ سے آج یہ حال ہو گیا ہے کہ جن لوگوں کی چھ سات ہزار تنخواہ ہے وہ کس طرح سے اپنے گھر کا کرایہ، گھر کے بل، کس طرح اپنے بچوں کی پرورش کریں اور ان کو کس طرح سے تعلیم دلائیں۔ ہم تو پھر بھی اوسط گھرانے سے ہیں اپنا گزارہ کر لیتے ہیں لیکن جو بے چاری عام عوام ہے اور جو اکثریت میں ہے ان کا دور ایسے گزر رہا ہے کہ وہ بے چارے رو پاتے ہیں نہ ہنس پاتے ہیں۔اس پر آپ پلیز کام کرائیں، ریٹ لسٹیں لگوائیں اور ان کو باقاعدگی سےcheck کیا جائے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ لسٹیں تو دکاندار لگا دیتا ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔ ہر یونین کونسل کی سطح پر کوئی ایسی کمیٹی بنے جو ان ریٹ لسٹوں کو خفیہ طور پر بھیcheck کرے اور ویسے بھیcheck کرے۔ اس کے علاوہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ مل کر اپنی جیبیں بھرتے ہیں ان کے خلاف بھی کام کیا جائے۔ جیسا کہ ابھی دو تین دن پہلے ہمارے ایک بھائی نے کہا تھا کہ لوٹے کی ماں کو کنٹرول کیا جائے۔ان کو آپ چھوڑ دیں، ان ذخیرہ اندوزوں کے پیچھے جو مائیں ہیں ان کو آپ گرفتار کریں جو اپنی جیبیں بھر رہے ہیں اور ان کے خلاف آپ کارروائی کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب خرم نواب صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔منور حسین منج صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔سردار عامر طلال گوپانگ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر محمد افضل صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ سیدہ بشریٰ نوار گردیزی صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔رائے محمد شاہجہاں کھرل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔رائے اعجاز حسین کھرل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔رائے محمد اسلم کھرل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! میرا نام کہاں گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میرے پاس جو لسٹ آئی ہوئی ہے میں اسے follow کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج مجھے مہنگائی پر بحث کے لئے ٹائم دیا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے پنجاب کی 9 کروڑ عوام ہو یا پورے پاکستان کی 17 کروڑ عوام ہو ان پر مہنگائی کا بوجھ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔اگر ہم نے IMF اور World Bank کا کشکول نہ توڑا تو پھر یہ مہنگائی بڑھتی جائے گی، یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں، عوام ذہنی طور پر پریشانی سے دوچار ہو چکی ہے۔آج ملازم پیشہ لوگ، کسان، زمیندار، طالب علم سب ہی پریشان ہیں اور اب تو مہنگائی کی وجہ سے آہستہ آہستہ طالب علموں پر تعلیم کے دروازے بھی بند ہوتے جا رہے ہیں۔اگر آج پٹرول کی بڑھی ہوئی قیمت عوام کی خواہش پر واپس لی جاتی ہے تو میں افسوس سے کہوں گا کہ دوسری طرف بجلی اور سوئی گیس مہنگی کر دی جاتی ہے۔ میں آج ہی اخبار میں دیکھ رہا تھا کہ ریلوے کے کرایوں میں تیس فیصد اضافہ ہو رہا ہے ریلوے پر کون لوگ سفر کرتے ہیں؟ وہ غریب عوام ہوتی ہے، مزدور ہوتا ہے، کسان ہوتا ہے، طالب علم ہوتا ہے۔ہمیں مہنگائی کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ اس ملک کی معیشت بہتر بنانے کے لئے بھی عملی اقدامات کرنے چاہیئں۔یہاں صوبہ پنجاب کے جو 371 ممبران ہیں یہ 9 کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ہمیں ٹیکس چوروں کا راستہ روکنا چاہئے، ہمیں کرپشن روکنی چاہئے اور tax collection بہتر بنانی چاہئے۔ جب ان چیزوں پر کنٹرول کیا جائے گا تب ہی مہنگائی کنٹرول ہو گی لیکن اگر ہم ان چیزوں پر کنٹرول نہیں کریں گے تو پھر مہنگائی کنٹرول نہیں ہو گی۔میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے زمیندار کو مفت بجلی ملنی چاہئے اگر اسے پانی مفت ملے گا تو وہ اچھے طریقے سے کھیتی باڑی کرے گا۔گندم اتنی مہنگی کرنے سے عوام پر ہی بوجھ پڑتا ہے۔ہمیں ہر چیز کا احتساب کرنا چاہئے، ہمیں روزانہ کے rates پر نظر رکھنی چاہئے کہ یہ rates کیوں بڑھتے ہیں۔جس طرح ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹیاں اپنا کام کر رہی ہیں انہیں مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح پنجاب میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں اور مجسٹریٹ مقرر کئے ہیں وہ دکانداروں کو جرمانے بھی کرتے ہیں جس سے مہنگائی کو قدرے کنٹرول کیا گیا ہے لیکن ابھی اسے مزید کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔جب تک حکومت پاکستان اسے بہتر کرنے کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کرے گی تو اس میں خاطر خواہ بہتری نہیں آ سکتی لہذا عملی اقدامات ہونے چاہیئں۔

اگر ہم بجلی اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کنٹرول نہیں کریں گے تو پھر ہمارا ملک بے روزگاری کی طرف ہی بڑھے گا، وہ مہنگائی کی طرف ہی بڑھے گا اور اس کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! یہ علامہ اقبال اور قائداعظم کا پاکستان ہے، یہ 17 کروڑ عوام کا پاکستان ہے۔یہاں پر ہم سب ممبران کی ایک ہی رائے ہے کہ عوام کے بنیادی حقوق کا خیال رکھا جائے اور اس مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔اب پٹرولیم کی مصنوعات سستی ہوئی ہیں لیکن پھر بھی 30/- روپے سے زیادہ فی لیٹر tax collect کیا جا رہا ہے۔میری گزارش ہے کہ پٹرول کی قیمتوں میں مزید کمی آنی چاہئے اور ریلوے کے کرایوں میں جو اضافہ ہو رہا ہے اسے واپس لیا جانا چاہئے۔ میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ دو تین دن پہلے بجلی کے rates میں جو اضافہ ہوا ہے وہ بھی واپس لیا جائے۔ہمیں IMF اور Word Bank کے کشکول کو توڑنا ہے اور پاکستان کو اپنی بنیادوں پر کھڑا کرنا ہے۔جب تک ہم پاکستانی عوام کی آواز کی ترجمانی نہیں کریں گے اس وقت تک ہم پاکستان کو استحکام نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔آخر، میں آپ کو یاد آ ہی گیا۔غالب ایک بہت کلاسیکل شاعر تھے انہوں نے شاید ہمارے لئے اور کچھ اپنی ذات کے لئے بھی ایک شعر کہا تھا:

قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب سپیکر! کل ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے اپنی تقریر ایک شاعر کی نظم سے شروع کی کہ "اج کیہہ پکائیے"، ایدے بدلے وچ استاد دامن (مرحوم) کی ایک لمبی نظم ہے "اللہ میاں تھلے آ اپنی دنیا ویندا جا،" شاید مجھے اتنا وقت نہ ملے کہ میں اس کی نظم پڑھوں۔

معزز ممبران: آپ نظم پڑھیں۔

میاں محمد رفیق: مجھے وقت نہیں ملے گا اس لئے پھر کبھی پڑھا لینا۔بہر حال ڈاکٹر صاحبہ نے کہا تھا کہ آج کیا پکائیے تو میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ خالی ہانڈی میں ڈوئی چلائیے۔ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ خالی ہانڈی میں چلتی ڈوئی کی آواز اور معصوم بھوکے بچوں کی بلبلاتی آواز سن کر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر دجلہ اور فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مر جائے گا تو عمرؓ کی پکڑ ہو گی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران وقت اپنی رعایا کی کفالت کے ذمہ دار ہیں اور اسی اصول پر دنیا کے

اندر سوشل ویلفیئر سٹیٹس کا قیام عمل میں آیا ہے۔آج بھی"Umar law" کے تحت انگلینڈ اور سویڈن کے اندر قوانین موجود ہیں جہاں پر سوشل ویلفیئر کا تصور موجود ہے لیکن پاکستان کے اندر جو مہنگائی کا "جن" باہر آیا ہوا ہے جس نے ہر بندہ مزدور کے اوقات کو اتنا تنگ کر دیا ہے، اشیائے ضرورت اتنی عنقا ہو چکی ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے اور یہ طبقاتی نمائندگی کی بات ہے کہ پانچ فیصد سے بھی کم طبقہ حکمران ہے جو اقتدار پر قابض ہے، اختیار پر قابض ہے اور ملکی وسائل پر بھی قابض ہے اور باقی 95 فیصد طبقے کا اسمبلیوں کے اندر کوئی نمائندہ ہے، ان کا اقتدار میں حصہ ہے، ان کا اختیارات میں حصہ ہے اور نہ ہی قوم کے وسائل میں حصہ ہے۔ یہ محروم طبقہ ایک دن فرانس کے انقلاب کی طرح مہنگائی کے مافیا کا علاج کرے گا۔

جناب سپیکر! میں چیلنج کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ مہنگائی کا مافیا حکومتوں کے اندر بیٹھا ہے، صوبائی حکومت کے اندر بیٹھا ہے اور قومی حکومت کے اندر بھی بیٹھا ہے۔حکومتوں کی اعانت سے مہنگائی کا مافیا، کرپشن کا مافیا جو اتنے کھلے منہ ہر شئے کو ہڑپ کئے جا رہا ہے اور قبضہ کئے جا رہا ہے اس کا علاج فرانس کا انقلاب ہے یا دوسری sub remedy ہے۔میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے Chiefs of Punjab کے توڑ میں جو دانش سکول کا concept دیا ہے اس سے اس محروم طبقے کو awareness ملے گی جو 90 فیصد کسانوں اور مزدوروں کا طبقہ ہے، محروم اور پسماندہ طبقہ ہے، اختیارات سے، وسائل سے اور اقتدار سے محروم ہے انہیں awareness ملے گی اور وہ ایک دن Chiefs of Punjab کے مقابلے میں آئیں گے اور اپنے طبقے کی بالادستی اور حکمرانی قائم کریں گے اور اکثریتی طبقے کا حکمرانی پر حق ہے۔

جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب نے جو قومی ایجنڈا دیا ہے اور پیپلز پارٹی کی قیادت نے اپنی سیاسی بالغ نظری سے اس قومی ایجنڈے کو قبول کیا ہے۔اگر کبھی اس ایجنڈے پر عمل ہوا تو یہ بھی مہنگائی پر قابو پانے کا ایک حل ہو سکتا ہے اور اس سے کمیشن مافیا اور مہنگائی مافیا کا کوئی علاج ہو سکے گا ورنہ ہو گا یہی کہ جب کبھی یہ اکثریتی طبقہ جو کہ محروم طبقہ ہے اس کو awareness آئے گی، اس کو حق حکمرانی ملے گا، یہ حق حکمرانی حاصل کریں گے تو پھر جا کر اس مہنگائی اور کرپشن مافیا کا خاتمہ ہو سکے گا یا پھر انقلاب فرانس اس کا علاج ہے۔بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ابھی ہم جو debate کر رہے ہیں اس کے points note کرنے کے لئے cabinet کا کوئی ممبر، کوئی ایک منسٹر یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا۔ میں پہچانتا نہیں ہوں کہ شاید سیکرٹری خوراک بھی اس وقت آفیشل گیلری میں موجود ہیں یا نہیں؟ اس وقت کون حضرات بیٹھے ہیں میں نہیں جانتا تو اس اتنے serious issue کو سنجیدگی سے لینے کے لئے کسی ذمہ دار کو اس وقت ایوان میں موجود ہونا چاہئے تھا۔

The cabinet is collectively responsible and there is no one present from the cabinet.

اس وقت ہاؤس میں صرف پارلیمانی سیکرٹری خوراک بیٹھے ہیں۔ آپ ذرا اس بات کا نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے بالکل درست point raise کیا ہے۔ کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ منسٹر صاحبان کو یہاں House میں موجود رہنا چاہئے۔ اس وقت بڑا اہم معاملہ زیر بحث ہے۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب کو کہا ہے کہ وہ معلوم کر کے بتائیں کہ اس وقت آفیشل گیلری میں کون کون بیٹھا ہے؟

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی نے آفیشل گیلری سے معلوم کر کے جناب ڈپٹی سپیکر کو آگاہ کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت آفیشل گیلری میں different departments کے دو ایڈیشنل سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ debating club نہیں بننا چاہئے کیونکہ یہاں معزز ممبران بات کرتے ہیں۔ دیکھیں! پارلیمنٹ کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ اب میرے حلقے کی جو problems ہیں I know it اسی طرح جو علی نور نیازی صاحب کے حلقے کی problems ہیں He knows it but I don't know it. ہاں مختلف علاقوں سے لوگ آتے ہیں اور وہ اپنے اپنے مسائل بیان کرتے ہیں اور concerned minister یا جو بھی competent authority ہوتی ہے They have to take the action. باقی جہاں تک بیوروکریسی کا تعلق ہے ان کے بارے میں تو ہمیں ہر وقت شکایت رہتی ہے۔ یہاں تو role ہی بیوروکریسی کا ہے اگر ان کا role نہ ہوتا تو پھر یہ سارے مسائل کبھی نہ ہوتے۔ میں پہلے بھی یہ بات کر چکا ہوں کہ 17 گریڈ سے اوپر کے آفیسر حاضری نہیں لگاتے۔ کیا اسمبلی کے سیکرٹری صاحب اپنی حاضری لگاتے ہیں، کیا جوئیہ صاحب اپنی حاضری لگاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، لگاتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سیکرٹریٹ میں گریڈ17 سے اوپر کا کوئی آفیسر حاضری نہیں لگاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں تو سب کی حاضری لگتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: مگر یہ نہیں ہے کہ رجسٹر پڑا ہو اور وہ وہاں آکر حاضری لگائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل رجسٹر پڑا ہوتا ہے جس پر یہ حاضری لگاتے ہیں اور اس کا time بھی مقرر ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: دیکھیں! جمہوریت میں جو بھی decision ہوتا ہے وہ by majority ہوتا ہے۔ اس وقت میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کے یہاں رجسٹر رکھنے کے باوجود بھی ممبران کی حاضری پوری نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! اب رجسٹر کی بات نہیں ہو گی کیونکہ اس بارے میں decision ہو چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس وقت مہنگائی کے اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کو موجود ہونا چاہئے اگر وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آسکے تو باقی متعلقہ منسٹر صاحبان کو تو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ آپ کو بھی تجربہ ہے کہ کوئی اصل صورتحال نہیں بتاتا۔ کہتے ہیں کہ دیکھیں! Sir میں نے کیسے House کو کنٹرول کیا ہے، میں نے یہ کیسا جلسہ کیا ہے۔ ہم یہاں تو بات کرتے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے کچھ نہیں کہتے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہاں جی، وہ ایک آدمی نے شور مچایا تھا لیکن میں نے کنٹرول کر لیا ہے۔ وہاں صرف اپنی بڑائی کی بات کرتے ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو competent authority ہو اس کو یہاں ایوان میں موجود ہونا چاہئے تاکہ ہم جو بات کریں وہ اس کے اوپر action لے سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پہلی بات یہ ہے کہ جن معزز ممبران نے کل سے یہاں پر اپنا نام لکھوایا ہوا ہے انہیں پہلے بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج جمعہ ہے اور ہم نے ایک بجے ہاؤس کو ختم کر دینا ہے تو ان کا استحقاق پہلے ہے کہ وہ بات کر لیں اس لئے اب میں مزید پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ جوpointآپ نےraiseکیاہےاس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاںHouseمیں cabinet members کا بیٹھنا ضروری ہے اور اگر آئندہ سے آفیشل گیلری میںofficersکی proper representationنہ ہوئی تو ہم کسی بھیdebateکو نہیں چلنے دیں گے۔ہم یہ باقاعدہ ایکmessage conveyکریں گے۔جب ہم supremacy of the Parliamentکی بات کرتے ہیں،جب ہم بات کرتے ہیں کہ طاقت کا منبع یہHouseہے تو پھر بیوروکریسی کو بھی اس بات کو realizeکرنا چاہئے۔میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آج کے بعد آفیشل گیلری میںproper representationموجود نہ ہوئی تو یہHouse debateنہیں کرے گا۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں احتجاجاً کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔ہمارے منسٹر حضرات جو کہ باہر کافی پی رہے ہیں وہ اندر آئیں اورHouseمیں بیٹھ کر کورم پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کے بعد کورم پورا نہ ہے۔میں اجلاس ختم کرنے سے پہلے ممبران کو صرف ایک information دینا چاہتا ہوں کہ 17۔جنوری2011 سوموار سے اگلے چار دن تک ممبران سے budget proposalsلی جائیں گی اوراسی پر بحث ہونی ہےاس لئے ممبران تیاری کر کے آئیں کیونکہ آپ نے point out کیا تھا کہ جو بھی ایجنڈاآتا ہے وہ بتایا نہیں جاتا اس لئے ہم بتا رہے ہیں کہ 17۔جنوری2011 سے اگلے چار دنbudget proposalsپر اس ہاؤس میں بات ہو گی لہذااب اجلاس بروز سوموار مورخہ 17۔جنوری2011 سہ پہر3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔